كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ
اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

شجرہ طیبہ

قادری ہجویری

راہ سلوك میں کامیابی، مرشد سے فیض حاصل کرنے کے طریقے، قادری سلسلے کانور اور گناہوں کی زندگی سے بچنے کاآسان حل، مراقبے کا طریقہ، اورسلسلہ قادریہ کے اسباق لیے ابتدائی معلومات

Table of Contents

حال دل 4

اللہ سے ملاقات کا آسان راستہ 4

باطنی بیماریاں دور کرنے کی اہمیت 5

تصوف کیا نہیں ہے 6

اصلاح باطن کے انسانی زندگی پر اثرات 7

مرشد کی اہمیت اور ضرورت 9

موجودہ دور میں بیعت کی ضرورت 11

انتخاب شیخ 12

بیعتِ اصلاح کی اہمیت 13

مشائخ عظام کی بیعتِ اصلاح 14

بیعت اصلاح قرآن کی نظر میں 15

آداب بیعت 16

بیعت کا مقصد 20

بیعت کا فائدہ 21

صحبت شیخ کا طریقہ 22

آداب شیخ 22

جلدی ترقی اور کامیابی کے راز 27

آپس میں پیر بھائیوں کے آداب 28

روزانہ کے معمولات 30

منازل سلوک (لطائف) 33

مقامات لطائف قادریہ 33

مراقبہ 34

ذکراللہ کی اہمیت اور ضرورت 35

احادیث میں فضیلت 36

ذکر بالجہر 36

ذکر بالجہر کی شرائط 37

ذکر بالجہر اور اجتماعی ذکر کے دلائل 37

سلسلہ قادریہ کے کمالات 38

راہ مجاہدہ 38

آداب خانقاہ قادری ہجویری (تسبیح خانہ) 39

چند اصطلاحات تصوف 41

تصوف کے چار مشہور سلسلے 44

سلسلہ قادری ہجویری کے (۲۸) اسباق 45

حال دل

ہماری زندگی کی اہم ترین چیز ہمارا سانس ہے ۔ یہ زندگی اسی سانس کی مرہون منت ہے ۔ ہم پچاس سال کی زندگی کی منصوبہ بندی کرتے ہیںلیکن ہمیں آنے والے پل کی خبر نہیں، اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اس مادی دنیا میں ایسے کام ضرور کرلیں جس سے ہماری روحانیت میناضافہ ہو۔ روحانیت کا لفظ روح سے ہے اور تصوف کا اصل مقصد ہی روح کی جسم کیساتھ ہم آہنگی اور تزکیۂ نفس ہوتا ہے جس کی انتہا کو حدیث پاک مینان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے" کہ اللہ کی عبادت کو اس طرح کرو گویا اس کو دیکھ رہے ہو"۔ یہ زندگی کتابونمینپڑھی ضرور تھی لیکن حقیقت اور کیفیات کا ادراک مرشد الآفاق قطب زماں حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمہ اللہ کی جوتیوں میں بیٹھنے سے ہی نصیب ہوا۔ میری خواہش اور تاکیدی عرض ہے کہ سلسلہ قادریہ کا طالب اس کتابچہ کو کم از کم دس مرتبہ ضرور پڑھے، انشاء اللہ ہر دفعہ معرفت کا ایک نیا باب کھلتا چلا جائے گا۔

{حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی عفی اللہ عنہ}

اللہ سے ملاقات کا آسان راستہ

کون کہتا ہے کہ خدا نظر نہیں آتا

ایک وہی تو نظر آتا ہے جب کوئی نظر نہیں

تزکیۂ قلب، دل کی پاکیزگی کو کہا جاتا ہے یعنی دل و دماغ کو بے حیائی اوردنیوی آلائشوں سے پاک کر کے اس میں آخرت اور اللہ کی محبت پیدا کی جائے۔ عام طور پر انسان کا رجحان ان چیزوں کی طرف ہوتا ہے، جو شریعت کے خلاف ہیں اورجن میں نفس کو مزہ آتا ہے۔ ان رجحانات کے رخ کو تبدیل کر کے نفس کو ہدایت اور خیر پر لگانے کی محنت کا نام تصوف و سلوک ہے۔ یعنی ایک ایسی کیفیت کا حاصل ہوجانا جو انسان کو ہر جگہ اپنے خالق کی موجودگی کا احساس دلاتی رہے پھر یہ کیفیت انسان کے گناہ کرنے مینرکاوٹ اور نیکی کے کام میں اس کی معین و مددگار ہوجائے۔ اسی کو مرتبہ احسان و سلوک، تزکیہ نفس، طریقت اور اخلاص بھی کہتے

ہیں۔ اس مقام کے بعد انسان رہتا تو دنیا میں ہی ہے ، کھاتا کماتا بھی ہے، اور دیگر ضروریات زندگی کو بھی پورا کرتا ہے لیکن وہ اس کا مصداق ہوتا ہے کہ ۔

دنیا کے مشغلوں میں ہم باخدا رہے
سب کے ساتھ رہتے ہوئے سب سے جدا رہے

۔۔۔۔۔۔۔ خلاصۂ تصوف... خوف خدا... اتباع مصطفیٰﷺ... نفس کی ناجائز خواہشات کی مخالفت

تین مجاہدے... نفس کے ساتھ... شیطان کے ساتھ... ماحول کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔

☆☆☆

باطنی بیماریاں دور کرنے کی اہمیت

اور ان امراض کے دور کرنے کا نام ہی تصوف ہے۔ اسکی دل کی باطنی بیماریاں دور کرنا نہایت ہی ضروری ہیں کچھ تفصیل مشائخ کی کتابوں سے درج کی جاتی ہے تاکہ اہمیت کا اندازہ ہوسکے۔

(۱) حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (۴۶۵ھ) فرماتے ہیں کہ اپنے اخلاق اور معاملات کو صاف رکھنا، ہر جگہ پاکیزگی و سچائی کو لازم رکھنا ہی تصوف ہے۔

(۱) قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ توبہ کی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ صوفیا کرام جس علم کو سلوک و تصوف یعنی اصلاح باطن کہتے ہیں اس کا حاصل کرنا نماز روزے کی طرح فرض ہے کیونکہ اس کا نتیجہ (بُرے اخلاق سے) صفائی قلب ہے ۔ (تفسیر مظہری)

(۲) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (جیسے باقی علوم فرض ہیں) اسی طرح علم سلوک (علم باطن) بھی فرض ہے جو دل کے حالات ہیں جیسے توکل، خشیت ،رضا بالقضاء یعنی اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا (وغیرہ ۔ (تعلیم المتعلمین)

(۳) امام مالک رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے فقہ کے بغیر تصوف حاصل کیا وہ زندیق ہوا۔ اور جس نے تصوف سیکھے بغیر فقہ حاصل کیا وہ فاسق ہوا۔ اور جس نے دونوں کو جمع کیا وہ محقق ہوا۔ (اللمعات شرح مشکوٰۃ)

(۴) علامہ شامی نے احوال قلب (دل کے حالات) کی تفصیل بیان فرماکر یہ نتیجہ نکالا ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ رذائل یعنی بُرے اخلاق کو دور کرنے کے لئے اتنا علم حاصل کریں جتنا اپنے نفس کو اس کا محتاج سمجھیں ان کا ازالہ فرض عین ہے۔ (فتاویٰ شامی)

(۵) حکیم الامت رحمۃاللہ علیہ نے بھی اصلاح باطن کو فرض قرار دیا ہے۔ (التکشف عن مہمات التصوف

تصوف کیا نہیں ہے

(۱) مے ومستی، رقص وسرور، مزاج کی بے خودی اور غیر مہذبانہ حرکات کا نام تصوف نہیں بلکہ سراسر اتباع نبوی ﷺ کا نام ہے۔ اور نہ ہی قبروں پر غیر اسلامی حرکات کا نام ہے۔

(۲) تصوف کے لیے نہ کشف وکرامات ضروری ہیں نہ ہی پراسرار روحانی ملاقات اور نہ عالم لاہوت کی سیر ہونا شرط ہے اور نہ ہی سچے خواب یا خوابوںمیںبزرگوں سے ملاقات ہونے کا وعدہ ہے۔

(۳) کاروبار میں ترقی دلانے کا نام تصوف نہیں۔ نہ مقدمات جیتنے کا نام ہے اور نہ ہی یہ بات لازمی ہے کہ پیر کی ایک توجہ سے بغیر مجاہدہ اور بدون اتباع سنت کے تمام مقامات طے ہوجائیں گے۔

(۴) دم درود، تعویذ گنڈوں اور جھاڑ پھونک کا نام تصوف نہیں۔ آج ہمارےمعاشرے میںیہ ساری چیزیںتصوف کا حصہ سمجھی جانے لگی ہیں اور ہم ان ہی باتوں کی تکمیل کے لیے اولیاء وبزرگوںکے پاس جانے لگے ہیں۔ یہ شیطان کا بڑا دھوکا ہے، اس سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ بزرگوں کے پاس اخلاص سے اپنی اصلاح اور تربیت کی نیت سے آنا چاہیے۔

اصلاح باطن کے انسانی زندگی پر اثرات

(۱) سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تصوف پر عامل ہو تو وہ تمام رذائل اخلاق یعنی تمام بُری عادات سے پاک ہوجاتا ہے کیونکہ تصوف یعنی عشق تمام انسانی برائیوں کو دور کرنے کی محنت کا نام ہے ۔ تصوف مذہب کی روح ہے یعنی زندہ خدا کے ساتھ زندہ رابطہ پیدا کرنے یا اُسے اپنے باطن کی گہرائیوں میں مشاہدہ کرنے کا نام ہے۔

(۲) اولیاء کی خدمت میں رہنے سے مزاج میں تواضع پیدا ہوتا ہے کیونکہ وہ خود سراپا عاجزی ہوتے ہیں۔ مختصر طور پر ایک بزرگ کی عاجزی اور مخلوق کی خیر خواہی کا واقعہ لکھا جاتا ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ لوگ آئے کہنے لگے: حضرت! ایک صاحب کا کہنا ہے کہ میں حاجی صاحب کا داماد ہوں اس نسبت کی وجہ سے لوگ ان کی عزت کرتے ہیں اور تحائف دیتے ہیں بلکہ وہ صاحب تو لوگوں سے اپنی دیگر ضروریات بھی پوری کر رہے ہیں ۔ حضرت نے خاموشی سے بات سننے کے بعد فرمایا کہ بھائی میری تو کوئی بیٹی ہی نہیں ہے۔ تو وہ صاحب میرے داماد کیسے ہوگئے ؟ اگر کوئی شخص میری ذات سے دنیا کا نفع لے رہا ہے تو کوئی بات نہیں میری ذات سے کسی کو تو نفع ہورہا ہے۔ دیکھیں !ہمارے بڑوں کا کتنی عظمت اور رعایت کا مزاج تھا ایسے شخص سے بھی درگزر کیا جو ان کے نام پر دنیا کما رہا ہے۔

(۳) تصوف کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ انسان کافر اور مومن، ہندو و مسلم، کالے اور گورے غرض ہر کسی سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی نگاہ میں صرف اپنے عیب ہوتے ہیں۔ وہ برائی سے تو نفرت کرتا ہے مگر برائی کرنے والے سے نفرت نہیں کرتا۔

نہ تھی جب اپنے گناہوں پہ نظر

دیکھتے تھے زمانے کے عیب وہنر

جب پڑی اپنے گناہوں پر نظر

تو جہاں میں کوئی برا نہ رہا

(۳) صوفی کے دل ودماغ سے تعصب، تنگ نظری، نفرت، حقارت، امتیاز رنگ ونسل، اختلافِ امت، فرقہ بندی، گروہ بندی، بے جا پاسداری یا باطل پسندی کے جذبات بالکل مٹ چکے ہوتے ہیں، اس لیے وہ کسی کوتکلیف نہیں پہنچا سکتا، انسان تو انسان وہ تو جانوروں پر بھی رحم کرتا ہے۔

(د) آج ہماری زندگی بہت مصروف ہے۔ ہمیں اپنی روح کی تازگی کے لیے وقت نہیں ملتا۔ تصوف روح کی تازگی کے ساتھ آپ کی دنیاوی اور کاروباری زندگی میں مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ تصوف ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اپنا ہردن دوسرے دن سے مختلف خوشگوار اور کامیاب گزاریں۔ صوفیا کی زندگی اور حکایات میں انسانیت کے لیے بے مثال پیغامات ہوتے ہیں جو ہماری روحانی، اخلاقی زندگی کونکھار کر معرفت کے اعلیٰ مراتب تک پہنچا دیتے ہیں۔

لیکن یہ بات نہایت ہی اہم ہے کہ یہ تمام تبدیلی مرشد کامل کی صحبت کے بغیر ناممکن ہے کیونکہ ہرفن صاحب فن کی صحبت میں رہ کرہی حاصل کیا جاتا ہے۔

{کونوامع الصادقین}

تمنا درددل کی ہے تو کرخدمت فقیروں کی

نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

مرشد کی اہمیت اور ضرورت
موجودہ معاشرے میں بیعت کی ضرورت
انتخاب شیخ
بیعت اصلاح کا قرآن واحادیث سے ثبوت

مرشد کی اہمیت اور ضرورت

صحبت شیخ کا ثبوت قرآن سے

(۱) واتبع سبیل من انا ب الیؒ(سورہ ،لقمان۱۵)"

:اللہ پاک فرماتے ہیں

جو بندے میری طرف رجوع ہیں ان کی اتباع کرو

تفسیر مواہب الرحمٰن میں لکھا ہے اس آیت میں سب سے پہلے انبیاء علیھم السلام مراد ہیں اوردوسرے نمبرپر صالحین اُمت مراد ہیں۔ (ص ۸۳

(۲) واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدٰوۃ والعشی یریدون وجھہٗ"(سورہ کہف :۲۸"

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت محض اس کی" " رضا حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں

(۳) **یاأیہا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین**"(سورۂ توبہ:۱۱۹")

"اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ رہو"

ضرورت مرشد

حیات انسانی کی یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ انسان جس علم سے یا فن میننا آشنا ہو تو اس کو جاننے کے لیے وہ کسی ماہرفنِ استاد کی طرف رجوع کرتا ہے ،تاکہ ماہر کی رہنمائی اور دستگیری سے اپنے مقصدمیں کامیابی اور کمال حاصل کرسکے۔ جب دنیاوی امورمینبغیررہنما کے کامیابی ممکن نہینتودینی اور روحانی امورمینبغیر رہنمااوراُستاد کے کس طرح کامیابی حاصل ہوسکتی ہے؟ جہاں ہرہرقدم پرنفس اور شیطان گھات لگاکر بیٹھے ہوں اوروہ ابلیس جس نے یہ قسم کھائی ہو۔

“فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ”

کہ (اے اللہ)تیری عزت کی قسم میں ضرور ان سب کو گمراہ کروں گا“ ۔”

اسی لیے اولیاء کرام رحمھم اللہ کسی نہ کسی بزرگ کی صحبت کوحرز جان سمجھتے تھےحضرت خواجہ عزیز ان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہینکہ یارنیک کی صحبت کارنیک سے بہتر ہے کیونکہ کارنیک مینریا آسکتی ہے لیکن یارنیک تم کوصراط مستقیم پرلگانے کی کوشش کرے گا۔

دوسری مثال

جس طرح طب کی کتابوں میں ہرقسم کے نسخہ جات ،وزن ادویہ اور طریق علاج موجود ہینتوپھرکسی ماہر طبیب اور ڈاکٹر کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟کیا ہمارے ذہنوں میں یہ سوال اُبھرتا ہے ؟ظاہر ہے ایسا نہیں آخراس کی کیا وجہ ہے؟وجہ صرف یہی ہے کہ جان عزیز ہے اور احتیاطِ تقاضایہ ہے کہ طب کی کتابوں اوراپنے علم پربھروسہ نہ کیا جائے،بلکہ اچھی طرح چھان بین کرکے کسی ماہر کوتلاش کیا جائے ۔ اسی طرح اگر ایمان عزیز ہواور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا مقصود ہوتوضروری ہے کہ آدمی کسی معالج روحانی کوتلاش کرے کیونکہ روحانی طبیب کے بغیرروحانی صحت ،تزکیۂ باطن اورتعلق مع اللہ پیدا ہونا محال ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہینکہ ناپاک زمین کے پاک ہونے کی دوصورتینہیں۔ ایک تویہ کہ اتنی بارش برسے کہ گندگی کوبہاکرلے جائے۔ دوسری یہ کہ اتنا سورج چمکے کہ وہ نجاست کوجلاکررکھ دے ۔اسی طرح قلب کی زمین کے لیے دوچیزینہیںایک ذکرالٰہی جس کی مثال بارش کی سی ہے ۔اوردوسری شیخ کامل کی صحبت کی مثال کہ وہ سورج کی سی ہے ذکرسے بھی دل صاف ہوتا ہے اورشیخ کامل کی صحبت اور توجہات سے بھی۔

☆☆☆

موجودہ دور میں بیعت کی ضرورت

قیامت کی اکثر نشانیاں پوری ہوچکی ہیںہر آنے والی صبح روز نت نئے فتنے لا رہی ہے قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک روئے زمین پر ایک بھی اللہ والا موجود ہے اسلئے اگر آج ہم بھی اپنے ایمان کو بچانا چاہتے ہیں تو کسی اللہ والے کے ساتھ جڑ جائیں اگرچہ ہماری اپنی کوئی حیثیت نہیں لیکن ان اللہ والوں کے ساتھ جڑ جانے کی وجہ سے ہم بے قیمت بھی قیمتی ہوجائیں گے۔ اس نسبت کو میں چند مثالوں کے ذریعے سمجھاتا ہوں۔

جس طرح دو اینٹیںہیں دونوں ایک ہی بھٹے میں تیار ہوتی ہیں ایک کو مسجد کے فرش میں لگا دیا گیا ۔ اور دوسری کو بیت الخلاء میں لگا دیا گیا۔ مسجد والی اینٹ کا مرتبہ اتنا بڑھا کہ وہاں ہر شخص پیشانی رکھنا سعادت سمجھتا ہے اور جس اینٹ کی نسبت بیت الخلاء کے ساتھ ہوئی اُس میں کوئی ننگے پیر جانا گوارا نہیں کرتا۔ ارے اللہ والو! یہ ہے نسبت کی برکت کہ اچھی نسبت نے عزت بخشی اور بُری نسبت ذلت و رسوائی کا وگرنہ یہ نسبت اور تعلق تو کہیں سبب بنی۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی نسبت کو کسی اللہ والے کے ساتھ ا

جوڑ لیں

دوسری مثال

ہماری عام زندگی میں ایک گتے کو کوئی اہمیت حاصل نہیں لیکن جب یہی گتہ قرآن مقدس کی جلد بن جاتا ہے تو اس گتے پر بظاہر کوئی لفظ لکھا ہوا نہ بھی ہو اس کے باوجود بھی علماء نے لکھا ہے کہ اس گتے کو بھی بے وضو چھونا جائز نہیں کیونکہ اب اس گتے کی نسبت عظمت والی کتاب کے ساتھ ہوگئی۔ اب اس نسبت نے اس بے حیثیت گتے کو بھی محترم بنا دیا۔ سبحان اللہ۔

اسی طرح جو گناہ گار سے گناہ گار شخص بھی کسی اللہ والے سے جڑ جاتا ہے اس کی اہمیت اور حیثیت بھی محترم ہو جاتی ہے اور اسے عزت نصیب ہوتی ہے۔۔

عمل کی اپنے اساس کیا ہے، بجز ندامت کے پاس کیا ہے

رہے سلامت تمہاری نسبت مرا تو بس آسرا یہی ہے

تیسری مثال

ایک ٹرین کئی ڈبوں پر مشتمل ہوتی ہے اگر اس کے ساتھ ایک اور کمزور سا بے حیثیت ڈبہ جوڑ دیا جائے تو جس منزل پر یہ بقیہ ٹرین پہنچے گی وہاں وہ ان کے ساتھ لگا ہوا بے حیثیت ڈبہ بھی پہنچ جائے گا۔ اسی طرح ہم بالکل بے حیثیت ہیں نہ خود چلنے کی ہم میں طاقت ہے اور نہ ہی ہمت۔ اگر ہم بھی اپنے آپ کو کسی مضبوط انجن (اللہ والے) یا کسی ڈبہ (کسی اللہ والے کے غلام) کے ساتھ جوڑ لیں گے تو اللہ کے فضل وکرم سے ہم بھی اپنی منزل پر پہنچ جائینگے۔

انتخاب شیخ

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ تزکیۂ نفس یعنی اصلاح باطن جو کہ مقاصد رسالت میں سے ہے، اس کے لیے کسی رہبر اور رہنما کی ضرورت ہے، جیسے مرشد، استاد یا شیخ کسی بھی نام سے پکار سکتے ہیں۔ جس طرح انسان اپنے دنیا کے دیگر اہم معاملات میں غور وفکر اور چھان بین کے بعد فیصلہ کرتا ہے، اس سے بھی کہیں زیادہ شیخ کے انتخاب کے وقت فیصلہ کرینکیونکہ یہ آپکی دنیا اور آخرت دونوں کا معاملہ ہے نہایت ہی اطمینان کے بعد ہاتھ میں ہاتھ دینکیونکہ شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے مردہ بدست زندہ یعنی مردہ جس طرح بے بسی کے عالم میں سراپا دوسروں کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح سچا طالب بھی اپنے شیخ کے تعمیل حکم کا پابند رہتا ہے۔ طالبین کی سہولت کے لیے چند شرائط لکھی جاتی ہیں جو شیخ کامل میں ہونا نہایت ہی ضروری ہیں۔

(۱) ایسے شخص کو مرشد بنایا جائے جو رموز آشنا اور منزل معرفت کا حامل ہو اور فن رہبری میں ماہر بھی ہو۔

(۲) جو پابندی شریعت، تقویٰ وطہارت اور حسن معاملات سے آراستہ ہو کیونکہ جو شخص خود با عمل نہ ہو یا وہ نا بینا ہو وہ دوسروں کی بھی رہنمائی نہیں کرسکتا چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ”لا تطع من اغفلنا (قلبه عن ذکرنا واتبع ھواه وکان امره فرطا“ (سورۂ کہف ۲۸

اس شخص کی پیروی مت کروجس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے بھلا دیا اور اُس نے اپنی خواہش کی پیروی کی" اور اسکا کام حد سے بڑھا ہوا ہے"۔

(۳) بیعت ہوتے وقت احتیاط اس لیے بھی ضروری ہے کہ راہ سلوک میں رہزن بہت زیادہ اور رہبر بہت ہی کم ہیںکہیںیہ نہ ہو کہ آدمی سراب کو دریا سمجھ کرپیاس بجھانے کی لاحاصل کوشش میں خود کوہلاک کردے ،یا ببول کوباغِ اِرم جان کراپنے آپ کو لہولہان کردے۔ اور آخرت میں سوائے خسارے اور نقصان کے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے۔

حضرت ابن عربی رحمۃاللہ علیہ نے شیخ کامل کی تین صفات ذکر کی ہیں۔

(۱) دین انبیاء علیهم السلام کا ہو

(۲) تدبیر اطباء کی سی ہو

(۳) اور سیاست بادشاہوں کی سی ہو۔

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیںدل کی صفائی توکفار اور غیر مسلم کوبھی حاصل ہوجاتی ہے۔ دل کی مثال آئینہ کی طرح ہے۔ آئینہ گرد آلود ہے توپیشاب سے بھی صاف ہوجاتا ہے اور عرق گلاب سے بھی لیکن فرق نجاست اور طہارت کا ہے۔ ولی اللہ کوپہچاننے کے لیے اتباع سنت کسوٹی ہے۔(رجوم المذنبین ص۱۲۹ (

بیعتِ اصلاح کی اہمیت

جب یہ بات جان لی گئی کہ شیخ کامل کی صحبت اور انکی مجلس مینحاضری نہایت ہی ضروری ہے وگرنہ اس کے بغیردنیا کی بھول بھلیوںاور شیطان کی چال بازیوں مینملوث ہونا بہت ممکن ہی نہینبلکہ لازمی ہے۔ تو اس سے بیعت کی اہمیت بھی واضح ہوجاتی ہے۔ بیعت کا عمل کوئی رسمی چیز نہینبلکہ یہ آپﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اورتمام اولیاء عظام رحمھم اللہ کی سنت ہے۔ جسکا ثبوت قرآن مقدس، احادیث مبارکہ اورلاکھوںاولیائے کرام کے حالات مینملتا ہے۔

مشائخ عظام کی بیعتِ اصلاح

بیعت کی عام طور پر تین قسمیں ہیں :(۱) بیعت اسلام (۲) بیعت جہاد (۳) بیعت توبہ۔

صوفیائے کرام کا جو معمول ہے وہ بیعت توبہ ہے جسے بیعت اصلاح اور بیعتِ تصوف بھی کہتے ہیں۔ یہ بیعت اس لیے ہے کہ جن چیزوں سے شریعت نے منع کیا ہے اُن سے بچاجائے اور جوکچھ شریعت نے جائز کیا ہے اُس کو زندگی میں لے آنے کے لیے عہد اور وعدہ کیا جائے۔

ہمارے اکابرمینبڑی بڑی ہستیاناولیاء کی خدمت مینجاتی بھی تھیناوربیعت بھی ہوتی تھیں۔ مثلاً

(۱) سید احمد شہید رحمہ اللہ کی بیعت وخلافت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ سے تھی اور آپ کی بیعتِ تصوف اپنے والد مکرم امام الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے جو برصغیرمیناشاعت حدیث کا سبب بنے اورشاہ صاحب کی بیعتِ اصلاح اپنے والدمحترم شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ سے تھی جو چاروں سلسلوں مینمجاز تھے اوران کی بیعتِ اصلاح حضرت خواجہ سید عبداللہ واسطی رحمہ اللہ سے اوران کو سید آدم بنوری رحمہ اللہ (خلیفہ مجاز مجدد الف ثانی رحمہ اللہ) سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ (الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

(۲) امام رازی رحمہ اللہ کی بیعت توبہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ کے ساتھ تھی۔

(۳) شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔

(۴) اسی طرح مولانا جامی جیسی شہرہ آفاق شخصیت جن کی کتاب آج ہر عالم کے لیے پڑھنا لازم ہے آپ کی بیعت اصلاح خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھی۔

(۵) علمائے اہلحدیث کی معروف اوربنیادی بزرگ شخصیت حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ سے تھی اوران کا سلسلہ بیعت نقشبندیہ کے معروف بزرگ سید احمدشہید رحمہ اللہ سے تھا۔ اوراسی طرح شیخ الکل حضرت مولانا نذیرحسین دہلوی رحمہ اللہ بھی لوگوں کوبیعت فرماتے تھے۔ (دبستان حدیث، مولانا اسحاق بھٹی)

حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی، مولانا ابوبکرغزنوی، مولانا دائود غزنوی اورلکھوی خاندان رحمہم اللہ کے اسلاف بیعت فرماتے تھے۔

قرآن مقدس اوراحادیث مبارکہ سے خواتین کا بیعت اصلاح کرنا حضورﷺ سے ثابت ہے۔ اس لیے اصلاح باطن کی غرض سے شرعی حدود کو مدنظر رکھتے ہوئے متبع کامل شیخ سے خواتین بیعت کرسکتی ہیںاورکرنی بھی چاہیے۔

بیعت اصلاح قرآن کی نظر میں

(۱) یا ایّھا النّبی اذا جاءک المومنٰت یبایعنک علٰی ان لاّ یُشرکن باللہ شیا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھنّ ولا یاتین ببھتانٍ یّفترینہ بین ایدیھنّ وارجلھنّ ولا یعصینک فی معروفٍ فبایعھنّ واستغفرلھنّ اللہ ان اللہ غفورٌ رحیم" (سورۃ الممتحنہ ۱۲)

اے نبیﷺ! جب آئیں آپ کے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کے لیے اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں گی" اللہ کا کسی کو، چوری نہ کریں گی اوربدکاری نہ کریںاوراپنی اولاد کو نہ مارڈالیں، اورطوفان نہ لائینباندھ کراپنے ہاتھوں اورپائوں میں اورآپکی نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں توآپ ان کوبیعت کرلیں اورمعافی مانگیں ان کے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۲) "ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم"

اے محبوبﷺ) بے شک جولوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں، درحقیت وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ) "ان کے ہاتھوں پرہے۔

بیعت اصلاح پر احادیث مبارکہ

(۱) حضورﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیھم کی ایک جماعت جوآپﷺ کے گرد جمع تھی ان سے فرمایا کہ تم" لوگ مجھ سے اس بات پربیعت کرلوکہ تم شرک نہ کروگے اورچوری نہ کروگے اورزنانہ کروگے۔ (بخاری و مسلم، ملخصاً)

(۲)عوف بن مالك اشجعی رضی الله عنه سے روایت ہے که ہم حضورﷺ کی خدمت مینچند افراد حاضر تھے آپ ﷺ نے فرمایا که تم مجھ سے بیعت نہیں کرتے ہو؟ ہم نے ہا تھ پھیلادیئے اور عرض کیا یا رسول اللهﷺ! ہم کس امر پر آپ کی بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا که الله تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریك نه بنائو، (پانچ وقت کی نمازیں پڑھو اور احکا م سنو اور مانو۔ (مسلم، ابو دائود، نسائی، ملخصاً

ان آیات اور احادیث مبارکه کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات اور احادیث میں صحابه کرام رضوان الله علیهم کا بیعت اصلاح کرنا اور حضورﷺ کا بیعت لینا بالکل واضح ہے۔ سوچنے کی بات یه ہے که صحابه جیسے پاك نفوس تو اپنی اصلاح اور تربیت کے لیے حضورﷺ سے بیعت لیناور آج ہمیں اس کی کوئی ضرورت نه ہو تو اس میںکسی کا کیا نقصان ہے اپنی ہی کم نصیبی کہیے یا اورکچھ.....!!

آداب بیعت

خموش اے دل بھری محفل میں چلّانا نہیں اچھا

ادب پہلا قرینه ہے محبت کے قرینوں میں

حضرت ابو حفص نیشاپوری رحمۃالله علیه فرما تے ہینتصوف سراسر ادب ہے، ہر وقت ہر مقام اور ہر حال کا ادب، جس نے ان آداب کی رعایت کی وہ باکما ل اولیاء کے مقام کو پہنچ گیا اور جس نے آداب کو ضائع کیا وہ محروم رہا چاہے وہ خود کو کا مل سمجھ رہا ہو۔

بیعت کا مطلب یه ہے که اپنی خواہش کو شیخ کے تابع کردے۔ راہ سلوك مینکا میابی اسی کو ملتی ہے اور ترقی وہی کرسکتا ہے جو اپنی انا اور را ئے کو ختم کردے اور انہی باتونپر عمل کرے جو اس کا شیخ اسکو تعلیم کرے اور ظاہر ہے که متبع شریعت شیخ شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیندے سکتا۔

آداب شیخ کا خلاصه چار با تو نمینہے :(۱)اعتقاد (۲) انقیا د (۳) اطلاع (۴) اور اتباع۔

(اعتقاد) اپنے شیخ سے اعتقاد اور محبت کے بارے میں میرے مرشد حضرت خواجه سید محمد عبدالله ہجویر ی رحمۃالله علیه فرما تے که "مرشد سے محبت نه کرو بلکه عشق کرو اور عشق بھی والہانه اور سچا، جو چیز بھی مرشد کی محبت اور عقیدت کے درمیا ن حائل ہو تو اُس کو ذبح کردو۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلا نی

رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "من لم یعتقد فی شیخه الکمال لا یفلح علی یده ابدا" (یعنی جو شخص اپنے شیخ کے کمال کا اعتقاد نہ رکھے گا وہ کبھی کامیاب نہ ہوسکے گا)۔

اپنے مرشد سے عقیدت اور محبت میں جتنی پختگی زیادہ ہوگی مرید شیخ کے فیض سے اتنا ہی زیادہ مستفید ہوگا۔ اس لیے اپنے مصلح اور رہنما سے عقیدت اور حسن ظن کے بغیر اُس کی بات ماننا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ مرشد سے قلبی تعلق کے بغیر نہ معرفت حاصل ہوسکتی ہے اور نہ ہی سلوک کی تکمیل۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ" سمیت المحبة لانها تمحو من القلب ماسوی محبوب" یعنی محبت کو محبت اس لیے کہتے ہیں کہ وہ دل سے محبوب کے سوا سب کچھ مٹا دیتی ہے۔ مرشد کی محبت اس درجے کی ہو۔

آہ وہ کیا دن تھے جب دل محبت سے سرشار تھا

میکدے میں جسم کے، جو سانس تھا میخوار تھا

خار پر بھی آنکھ اٹھتی تو مل جاتا تھا پھول

محفل ہستی کا جو بھی منظر تھا گلزار تھا

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیعت کی برکت سے بہت سے طالبین خدا اپنے حسنِ ظن کی وجہ سے ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں پر ان کے مرشد بھی نہیں پہنچے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سلوک میں خود پرواز نہایت ہی اُونچی تھی انھوں نے اپنے مرشد کو ایک مقام پر رُکا ہوا دیکھا کہ شیخ کی ترقی نہیں ہورہی تو شیخ سے یہ سارا واقعہ عرض کردیا۔ شیخ نے اپنے صادق مرید سے توجہ کرنے کا کہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کو توجہ دی جس کی وجہ سے شیخ رکے ہوئے مقام سے نکل گئے۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پانچ، چھ دن تک توجہ دیتے رہے لیکن اس کے باوجود اپنے شیخ سے محبت و عقیدت اور ادب و احترام میں کوئی فرق نہ پڑا۔ جو واقعی حقیقت میں

مخلص ہوتے ہینوہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں خود اعلیٰ مقام تک پہنچ جائیں مگر مشائخ کی قدر و منزلت میں کمی نہیں آنے دیتے۔

شروع میں بیعت ہوتے وقت تو انسان کو اپنے شیخ سے عقیدت ہوتی ہے، لیکن آہستہ آہستہ اس میں کمی واقع ہونا شروع ہوجاتی ہے، اور یہ کمی و دوری، شک و شبہات پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ شیخ چاہے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو معصوم نہیں ہوتا لہٰذا ان سے کچھ ایسی باتیں ہو سکتی ہیں جو مرید کی سمجھ میں نہ آئیں تو ایسی باتوں کو بجائے اپنے ذہن میں سوچنے اور پکانے کے مرشد سے مناسب موقع پر عرض کردے۔

شیخ کی مجلس آداب کے ساتھ اختیار کرنے سے اور اللہ پاک سے مستقل دعا کرنے سے انشاء اللہ رب کا کرم ہوجاتا ہے اور اسکے ساتھ ہر وقت یہ بھی تصور میں رکھا کرے کہ اللہ پاک کے تعلق سے بڑھ کر میرے لیے کوئی اور چیز نہیں اور اتنی بڑی دولت مجھے میرے مرشد کے ذریعے سے ملنی ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا رہے اپنے شیخ کے لیے دعا بھی کرتا رہے۔

(**انقیاد**) انقیاد کا مطلب یہ ہے کہ مرشد پر کامل بھروسہ کرنا۔ ایک شخص ہوائی جہاز پر سفر کرنا چاہتا ہے تو ٹکٹ خرید کر پائلٹ پر مکمل اعتماد کرکے جہاز میں بیٹھ جاتا ہے تو پائلٹ سواری کو منزل پر پہنچادیتا ہے۔ مرید اسی طرح اپنے شیخ پر اعتماد کرتے ہوئے باطنی سفر کے لیے اپنے آپ کو شیخ کے حوالے کرتا ہے تو شیخ اپنے مرید کو راہ پر چلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے واصل کردیتا ہے۔

میرے مرشد حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مرشد پر اتنا یقین ہونا چاہیے جتنا اپنے والدین پر ہوتا ہے کہ کبھی ان سے ان کے نکاح نامے کی تحقیق نہیں کی بس یہ معلوم ہوگیا کہ یہ میرا باپ اور یہ میری ماں ہے کبھی ان سے تفتیش نہینکی، فوراً مان لیا کہ ہاں صحیح ہے اس سے بھی زیادہ اپنے مرشد پر یقین ہونا چاہیے کیونکہ وہ آخرت اور رب سے ملانے کا ذریعہ ہے۔ اور فرمایا کہ اپنے مرشد کے بارے میں یہ یقین ہو کہ جو فائدہ مجھے اپنے مرشد سے پہنچ سکتا ہے کسی اور بزرگ سے نہینپہنچ سکتا۔ سلوک کے راستے میں بغیر تکمیل کے کسی اور بزرگ کی طرف توجہ کرنا شیطان کا بڑا وسوسہ اور نورانی و روحانی جال ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھیں کہ کسی بھی ولی کی شان میں گستاخی اور بے ادبی بھی جائز نہیں۔

(اطلاع) جس طرح جسمانی نظام کو درست رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے معالج کو اپنے احوال سے باخبر رکھا جائے اس سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ اپنے روحانی نظام اور روح کے نظام کی اصلاح کے لیے اپنے روحانی معالج یعنی مرشد کو اطلاع دیتا رہے۔ جو سالک اپنے احوال کی مستقل اطلاع دیتے ہیں وہ بہت جلد اپنی منزل تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ اپنے شیخ کو اچھے یا بُرے دونو نقسم کے حالات کی خبر دیتے رہنا چاہیے بالخصوص بُرے اور کمزور حالات تو ضرور ہی لکھیں، صرف اس گمان اور وہم میں نہیں رہنا چاہیے کہ میرے شیخ کو میرے حالات کی خبر تو ہو ہی جائے گی مجھے اطلاع و احوال دینے کی کیا ضرورت ہے ایسا شخص آہستہ، آہستہ شیطان کے مکر و فریب مینمبتلا ہو جاتا ہے۔ شیطان بعض اوقات ایسے سالک کو نورانی صورت میں بڑے سنہرے خواب دکھاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ تو تو خود باکمال ہوتا جارہا ہے اور تیری کیفیات بڑھتی جارہی ہینیاد رکھیں یہ سب شیطان تجربہ کار کے دھوکے ہیں۔

حضرت خواجہ علائو الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کیلئے پیر کی صحبت سنت مؤکدہ ہے۔ اگریہ روز نہ ہوسکے تو ہر ماہ میں دو تین دفعہ ہی سہی اور اگریہ بھی نہ ہوسکے تو خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھے تاکہ بالکل غیر حاضروں میں شمار نہ ہو جائے۔

حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے باکمال بزرگوں میں سے تھے ایک مرتبہ آپ نے کوئی مشتبہ چیز کھا لی تو آپ کی تمام روحانی کیفیات ختم ہوگئیں۔ وہ اپنے شیخ مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے پاس آئے اور اپنی حقیقت حال بیان کی۔ شیخ نے کئی دن توجہ دی اسکے بعد آپ کی کیفیات بحال ہوئیں۔ دیکھیں! اتنے بڑے باکمال بزرگ ہونے کے باوجود بھی حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کو اطلاع دینے اور ان کی خدمت میں حاضری کے محتاج ہیں۔ توجہات کے حصول کے لیے یہ بات نہایت ہی ضروری ہے کہ مرید سچی طلب لے کر آئے۔

(اتباع) راہ سلوک میں اتباع کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی رائے کو بالکل ہی فنا کر دے، جس طرح ہم جب کسی جسمانی معالج کے پاس جاتے ہیں تو طبیب ہماری مرضی کے مطابق نہیں بلکہ ہمارے مرض کے مطابق علاج تجویز کرتا ہے، وہ چاہے آپریشن ہی کیوں نہ کہہ دے ہم بھاری بھرکم فیس دینے کے بعد بھی ڈاکٹر کی اس رائے پر اپنے جسم کو کٹوانے پر راضی ہو جاتے ہیں، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ اس فن کا ماہر اور ہمارا

محسن ہے۔ لیکن اپنی روح کا علاج کرانے کے لیے جس معالج کے پاس آکر ہم اپنا علاج کراتے ہیں ان کی تعلیمات میں سو طرح کی لوجک(دلیلیں) سوچتے ہیں ۔

بیعت کی اصل روح یہی اتباع ہے اورشیخ سے بھرپور فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے ادنیٰ سے اشارے کی بھی تکمیل کی جائے، ان کے وعظ وتقریر کے ہرلفظ پریہ سوچا جائے کہ یہ سب میرے لیے ہیں۔ یہ نہ سوچا جائے کہ نفع ہوا یا نہیں؟ انشاء اللہ کام اللہ پاک کے فضل سے ضرور بنے گا۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بس بیعت کرلی یہی کافی ہے اوراسی پرہماری نجات ہوجائے گی، آج کے اس گئے گزرے دورمیں جب کہ دین پرچلنا ایسا ہے جیسا ہاتھ میں انگارہ لینا، اس میں شک نہیں کہ اللہ والوں سے بیعت اورنسبت بہت اُونچی چیز ہے ۔ لیکن یہ بھی ایک دھوکا ہے کہ بیعت کوکافی سمجھ لیا جائے اوراپنی زندگی بدلنے کا کوئی ارادہ نہ ہو۔

اپنے وقت کے نامورعلمائے کرام رحمھم اللہ نے اپنے دور کے مشائخ کے ہاتھ پررواجی بیعت نہیں کی بلکہ علم اورعمل میں جوڑپیدا کرنے لیے ان کی تعلیمات پرسرتسلیم خم کیا۔

بد پرہیزی یا عملی کوتاہی پراگرشیخ کوئی تنبیہ کرے تواس پربرانہ مانے بلکہ اس کواپنے لیے رحمت سمجھے اوریہ سوچے کہ یہ تومجھ پراحسان ہوا کہ مجھے ٹوک دیا گیا اگرمجھے نہ روکا جاتا تونہ جانے میرا کتنا بڑانا قابل تلافی نقصان ہوجاتا۔

مریدین کی دوقسمیں ہوتی ہیں ایک وہ جوحکم پرعمل کرنے والے ہوتے ہیں اوردوسرے وہ جومنشاء شیخ پرعمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جوبامراد ہوتے ہیں ۔

اگرشیخ کی تعلیم پرعمل اوران کے کہنے پراطمینان نہ ہوتو ساری عمربھی چکی پیسے گا تونفع نہیں ہوگا۔

بیعت کا مقصد

بیعت کا مطلب اپنے شیخ سے وعدہ ہوتا ہے اوریہ عزم ہوتا ہے کہ آج کے بعد میں اپنی اس زندگی سے توبہ کرتا ہوں جس زندگی میں اپنے پیدا کرنے والے کریم رب سے دوررہا اوربھولا رہا اوراسکی نافرمانیوں کے باوجود وہ

محبت کرنے والا داتا مجھے چھوٹ دیتا رہا۔ اور میں اپنے شفیق ومحسن نبی ﷺ کے احسانات کو فراموش کیے ان کی پاکیزہ سنتوں سے دور رہا آج میں اُس زندگی سے توبہ کرتا ہوں۔

میرے شیخ حضرت خواجہ سید محمد عبد اللہ قادری ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت فرمانے کا طریقہ یہ تھا کہ جو بھی سالک آتا اگر مجمع زیادہ ہوتا تو آپ چادر یا کپڑے وغیرہ کو پھیلا لیتے اور فرماتے کہ اس کو پکڑ لو اور دل ہی دل میں یہ کلمات دہراتے جائو:

"اشھدان لاالہ الا اللہ واشھدان محمدا عبدہ ورسولہ"

یا اللہ! میں نے توبہ کی شرک سے، بدعت سے، صغیرہ کبیرہ گناہوں سے اور تیری ہر نافرمانی سے اور عہد لیا میں نے آج کے بعد میں تیرے ہر حکم اور تیرے نبی ﷺ کے طریقوں کے مطابق زندگی گزاروں گا۔ اور بیعت لی میں نے (خواجہ سید) محمد عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے سلسلے میں یا اللہ! میری بیعت قبول فرما:

پھر بیعت کی اہمیت بیان فرماتے اور اعمال کی تلقین اور گناہوں سے بچنے کی تاکید فرمانے کے بعد ثابت قدمی کے لیے دعا فرما دیتے۔ اور فرماتے اگر خدانخواستہ کبھی اپنا یہ کیا ہوا وعدہ یعنی بیعت ٹوٹ جائے یعنی گناہ ہوجائے تو سچا مرید اور سالک وہ ہوتا ہے جو دوبارہ توبہ کرلے اور اپنے کیے پر سچے دل سے نادم ہوجائے، اور اپنے روٹھے دوست یعنی رب کو منا لے

بیعت کا فائدہ

مشائخ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی بیعت کے کلمات سچے دل سے پڑھ لیتا ہے اگرچہ وہ سو سال کا کافر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کردیتے ہیں۔

اور دوسرا فائدہ اللہ کے فضل وکرم سے یہ ہوگا کہ موت کے وقت جب دنیا کا تعلق کمزور ہوجاتا ہے آخرت کے حالات سامنے کھلنے لگیں گے اس گھبراہٹ کے عالم میں یہ نسبت کام آجائے گی اگرچہ یہ شخص گناہ گار ہی کیوں نہ ہو اور انشاء اللہ موت ایمان اور اسلام پر آتی ہے۔

صحبت شیخ کا طریقہ

جب یہ بات سمجھ آگئی کہ معرفت کے راستے میں شیطان کے خطرات اور چال بازیوں ومکاریوں سے بچنے کے لیے کسی ماہرعلم وفن تجربہ کار رہبر کی ضرورت ہے تو ان کی خدمت میں حاضری لازمی ٹھہری اسی صحبت شیخ کو رابطہ بھی کہتے ہیں۔ میرے حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمۃاللہ علیہ فرماتے تھے جس طرح بری نظر کا لگ جانا حق اورسچ ہے اوریہ نظر انسان کی زندگی اجیرن کرکے رکھ دیتی ہے اسی طرح کسی اللہ والے کی اچھی نظر بھی لگ جاتی ہے۔یعنی شیخ کی توجہ اور اخلاص کی برکت سے دل غفلت سے پاک ہوجاتا ہے جس کی بناء پر سالك کو اپنے دل میں مشاہدہ الٰہی کے انوار محسوس ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیںکہ ریاضت اورکوشش ایك آنے کے برابر ہے اور صحبت شیخ سولہ آنوں کے برابرہے۔

حضرت ممشاددینوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی (۱۹۷ھ) فرماتے ہینکہ جب مینکسی اللہ والے کی خدمت میں حاضرہوا تو اس طرح گیا کہ اپنے قلب کو تمام نسبتوں اورعلوم و معارف سے خالی کرلیا اوراس کا منتظر رہاکہ ان کی زیارت اورکلام سے مجھ پر کیابرکات وارد ہوتی ہیں۔

شیخ سے فیض حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد کی موجودگی میں ان کے سامنے نہایت ہی ادب سے فیض کا حریص بن کر بیٹھے اورشیخ کے قلب سے اپنے قلب میں فیض آنے کا تصورکرے۔مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن ان کی طرف متوجہ رہے حتی کہ نوافل ذکرواذکاروغیرہ بدون شیخ کی اجازت کے نہ پڑھے

آداب شیخ

ادب تصوف کا رکن اعظم ہے۔

☆حضرت علی دقاق رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہینکہ "اَلْعَبْدُ یَصِلُ بِطَاعَتِہٖ اِلَی الْجَنَّۃِ وَبِاَدَبِہٖ اِلٰی رَبِّہٖ" یعنی (عبادت کی بدولت انسان جنت مینپہنچ جاتا ہے اورادب سے رب تک پہنچ جاتا ہے۔)

٭حضرت علی سقفی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ جوکوئی بزرگوں کے ساتھ عزت وحرمت اورادب سے صحبت نہ رکھے بزرگوں کا فیض اوران کی نظر کی برکت اس پرحرام ہوجاتے ہیناوران کا کوئی اثراس پرظاہرنہینہوتا۔

٭حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہینکہ راہ سلوک میں شیخ کی صحبت کے آداب و شرائط کا پیش نظر رکھنا نہایت ہی ضروری ہے اور اسی سے معرفت کے راستے کھلتے ہیںآداب کے بغیر کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوگا اور نری مجلس مینحاضر ہونے سے کوئی فائدہ نہینہوگا ۔

٭حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی بغیر کسی مقتدا کے اس راہ میں قدم رکھے گا وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا ۔ جو شخص مشائخ کا ادب واحترام چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے بندوں کی نظروں میننا پسندیدہ بنا دے گا ۔

جو شخص بغیر شیخ و مرشد کے طریقت کا دعوی کرے اسکا شیخ ابلیس ہوگا، اگر اسکے ہاتھ سے عجیب و غریب واقعات ظاہر ہونتو وہ استدراج ہوں گے ۔

(۱) شیخ کی صحبت میں نہایت ہی ادب وعاجزی سے بیٹھے اور ان کے کلام کو نہایت ہی غور سے سنتا رہے اجازت کے بغیر کلام نہ کرے بوقت ضرورت مختصر کلام کرے، گفتگو آہستگی اور نرمی سے کرے نیز اپنی آواز مرشد کی آواز سے بلند نہ کرے ۔

(۲) شیخ کی مجلس میں حاضری اس وقت دے جب شیخ نے وقت دیا ہو، چاہے عمومی ہو یا خصوصی ۔ باقی اوقات میں جب کہ ملاقات سے شیخ کو ادنی سی گرانی کا بھی اندیشہ ہو تو اس وقت حاضر نہ ہو ۔

(۳) مرشد کی مجلس میں اپنے آپ کو کسی طرح ممتاز نہ کرے اور اپنے کو نہایت ہی حقیر، نیازمند اور طلب سے بھرا خیال کرے ۔

(۴) مرشد کی موجودگی میں کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے حاضرین پر علمی بڑاپن ظاہر ہو اور نہ کسی دنیاوی حشمت کا مظاہرہ کرے ۔

(۵) مرشد کی نشست گاہ کی طرف نہ بیٹھے اور نہ ہی اس کی طرف پاؤں کرے اور نہ ہی ساتھ چلتے ہوئے شیخ سے آگے چلے ۔

(۶) بلا اجازت اور بلا ضرورت نہ شیخ کے سامنے کھانا کھائے اور نہ ہی شیخ کے برتن استعمال کرے ۔

(۷) شیخ کے سایہ پر قدم نہ رکھے اور حتیٰ الامکان ایسی جگہ کھڑا نہ ہو جہاں اسکا سایہ مرشد کے سایہ پر پڑے۔ شیخ جب کھڑے ہوں تو خود بھی کھڑا ہو جائے۔

(۸) شیخ سے مباحثے اور جھگڑے وغیرہ کی صورت نہ بنائے۔ شیخ کے کلام کو رد نہ کرے۔

(۹) شیخ کے روبرو بے ہودہ باتیں نہ کرے اور نہ ہی کسی کے عیوب بیان کرے۔

(۱۰) مرشد کے قرابت داروں اور عزیزوں سے تعلق اور محبت رکھے۔

(۱۱) خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد کی خدمت میں لکھ کر عرض کر دے، نہ ہی کچھ کمی کرے اور نہ ہی زیادتی۔

(۱۲) مرید کو چاہیے کہ کہ ہرجائی نہ بنے یعنی فیض حاصل کرنے کے لیے اپنے مرشد کے علاوہ کسی دوسری طرف توجہ نہ کرے۔

(۱۳) مرشد کا ہر طرح مطیع اور فرمانبردار رہے، کیونکہ پیر کی عقیدت اور محبت کے بغیر فیض کا در نہیں کھلتا۔ اور محبت کا تقاضا اطاعت و خدمت ہے۔

(۱۴) حسب استطاعت جان و مال سے شیخ کی خدمت کرے تو شیخ پر احسان نہ جتائے بلکہ شیخ کا احسان سمجھے کہ انھوں نے خدمت کو قبول کر لیا۔ شیخ سے کسی قسم کی طمع اور لالچ نہ رکھے جتنی بھی خدمت کرے خلوص اور للٰہیت سے کرے تاکہ کمال ایمان سے بہرہ مند ہو۔

(۱۵) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن ان کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فرض و سنت کے سوا نفل نماز یا کوئی اور وظیفہ بھی ان کی اجازت کے بغیر نہ کرے کیونکہ نوافل اور اذکار تو انسان بعد میں بھی کر سکتا ہے اس وقت تو صرف شیخ کی صحبت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ جس طرح ترقی ذکر سے ہوتی ہے اسی طرح مرشد کی توجہات سے بھی ہوتی ہے بلکہ جو راستہ ذکر سے سالوں میں طے ہوتا ہے وہ راستہ توجہات کی بدولت لمحوں میں طے ہو جاتا ہے۔

(۱۶) شیخ کے روبرو اور پس پشت یکساں رہے۔ یعنی اپنا ظاہر و باطن ایک طرح پر رکھے دل اور زبان کے درمیان کسی قسم کا فرق نہ آنے دے۔

(۱۷) مرشد کے تمام اقوال اور افعال کو سچ جانے، کوئی اعتراض نہ کرے اور نہ ہی دل مینشک لائے۔ اگر کوئی بات سمجھ میننہ آئے تو حضرت خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو یاد کرے۔

(۱۸) شیخ کی سختی اور ڈانٹ سے دل تنگ نہ ہو اور بدگمانی کو قریب میں نہ آنے دے کیونکہ شیخ کی سختی طالب کے لیے صیقل یعنی صفائی کا کام دیتی ہے۔ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہینکہ مرشد اگر کسی ظاہری وجہ کے بغیر اپنے مرید پر سختی کرے تو مرید کو چاہیے کہ صبر کرے، اگر نیت مینپختگی اور مزاج مینعاجزی ہوگی تو یہ مرید کامیاب ہو جائے گا۔

(۱۹) اگر مرشد کے بارے میندل مینکوئی وسوسہ گزرے تو فوراً مناسب طریقے سے عرض کر دے اگر وہ شبہ حل نہ ہو تو اپنی فہم کا قصور سمجھے۔ اگر مرشد کوئی جواب نہ دے تو جان لے کہ مینجواب کے قابل نہ تھا۔ اور نہ ہی مرشد کے بغیر کمال حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

(۲۰) اپنے سلسلے کے تمام مشائخ کو حضور ﷺ کے وسیلے سے ایصال ثواب کرتا رہے۔

(۲۱) جو کچھ فیض باطنی پہنچے اُسے اپنے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب یا مراقبہ میندیکھے کہ کسی دوسرے سے فیض مل رہا ہے تو بھی یہ خیال کرے کہ نہیں یہ میرے ہی مرشد کا فیض ہے۔

(۲۲) مرشد کا کلام دوسروں سے اس قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں جس بات کے بارے میں یہ گمان ہو کہ عام لوگوں کی سمجھ سے بالا ہے تو اسے ہرگز بیان نہ کرے کیونکہ بعض باتیں صرف خواص کے لیے ہوتی ہیں۔

(۲۳) اگر کوئی مرتبہ یا منصب عنایت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قبول کرلے، دل میں کوئی دنیوی خیال نہ لائے۔

(۲۴) اپنے شیخ کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شیخ کی طرف بغرض بیعت رجوع نہ کرے تاکہ سعادت مندی کی دولت سے مالا مال ہو۔

(۲۵) جب مرشد اس دار فانی سے کوچ کر جائے تو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہے اور ایصال ثواب کرتا رہے۔

(۲۶) مرید کو چاہیے اپنے شیخ کے ظاہر پر نظر نہ کرے بلکہ اس کی باطنی نعمت پر نظر رکھے جو اس مرشد کے دل میں ہے۔

(۲۷) مرید کو چاہیے کہ اپنے ظاہری احوال کو اپنے شیخ کے حال پر قیاس نہ کرے بلکہ یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیخ کا ایک دن مرید کے ہزار دنوں سے بہتر ہے۔

(۲۸) حضرت سید علی بن وفاء رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ شیخ مرید کے لیے آئینے کی مانند ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ کسی مرید نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ سے عرض کیا اے میرے سردار! آج رات میں نے آپ کے چہرے کو خنزیر کی صورت میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ بیٹے میں تیرا آئینہ ہوں تو اپنے نفس کو برائیونکی صفت سے پاک کرلے پھر میری طرف دیکھ تجھے اپنا اصلی چہرہ نظر آجائے گا۔

(۲۹) شیخ سید علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہینکہ مرید اپنے شیخ کی نرمی سے دھوکہ نہ کھائے بلکہ ڈرتا رہے اور شیخ کی سختی پر رنجیدہ ہونے کے بجائے خوش ہو کہ میری اصلاح ہو رہی ہے۔ مرید کو چاہیے کہ شیخ کی ناراضگی سے اسکا دل تنگ نہ ہو اگر شیخ دھتکار دے تو بھی تنگ دل نہ ہو۔ یہ بات جان لے کہ بزرگان دین کسی مسلمان کو ایک سانس لینے کے برابر بھی ناپسند نہینکرتے جو کچھ کرتے ہیں مریدین کی تعلیم کی غرض سے کرتے ہیں۔

(۳۰) مرید کو یہ بات بھی زیب نہیں دیتی کہ اپنے شیخ کے مقام کو جاننے کی فکر میں لگے بس اپنے کام سے کام رکھے کیونکہ مقصد پھل کھانے سے ہے درخت گننے سے نہیں۔

(۳۱) مرید کو چاہیے کہ مرشد اس پر ناراض ہو تو اسے راضی کرنے کی کوشش کرے اگرچہ اسے اپنی غلطی کا احساس نہ ہو۔ مرید کو چاہیے کہ شیخ کی نیند کو اپنی عبادت سے افضل سمجھے۔ مرید کو یہ بھی چاہیے کہ شیخ کی اہلیہ کو اپنی ماں کا درجہ دے۔

(۳۲) مرید کو یہ بھی چاہیے کہ ہر وقت شیخ کے چہرے کو ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھے۔ جہاں تک ہوسکے نظریں جھکائے رکھے البتہ کبھی کبھی چہرے کو دیکھنے کی لذت لیتا رہے۔

(۳۳) شیخ کے انتقال کے بعد بہتر تو یہ ہے کہ اپنے ہی سلسلے کے کسی بزرگ سے تعلق قائم کرلے وگرنہ کسی دوسرے شیخ سے تعلق قائم کرے۔

(۳۴) حقوق شیخ کا آسان خلاصہ یہ ہے کہ شیخ کی دل آزاری نہ قول وفعل سے ہو اور نہ ہی حرکات وسکنات سے۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی

اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

☆☆☆

جلدی ترقی اور کامیابی کے راز

(۱) عقیدے کی درستگی اور رزق حلال کو سلوک کی ترقی میں نہایت ہی اہم مقام حاصل ہے، جب یہ درست ہوں گے تو سالک پرندے کی طرح اُڑتا ہوا جلد از جلد مقامات کو طے کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کے خاص تعلق کو حاصل کر لے گا۔

(۲) رابطہ شیخ سالک کی ترقی میں بھی ایک بہت اہم کردار ادا کرتا ہے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ تصوف پچانوے فیصد رابطہ شیخ ہے اور پانچ فیصد اذکار و اشغال اور مراقبات اور مجاہدات۔

(۳) مرید کو چاہیے کہ بیعت سے اس کا مقصد صرف اور صرف قربِ خداوندی اور اطاعت نبوی ﷺ ہو۔ کشف وکرامات، نورانی انوارات، اور دنیا کے مال ودولت کا حصول کچھ بھی اسکا مقصد نہ ہو۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یا نفس کن طالبا للاستقامۃ ولا تکن طالبا للکرامۃ" (یعنی اے نفس !استقامت علی الشریعت (دین پر ثابت قدمی) کا طالب رہ کرامت کا نہ بن اس لیے کہ تیرا رب تجھ سے استقامت چاہتا ہے کرامت نہیں۔

(۴) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہیے کہ ظاہری یا باطنی جو بھی دولت اس کو کہیں سے مل جائے تو اس کو اپنے پیر کے طفیل سے جانے۔

(۵) : حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تصوف کی بنیاد آٹھ چیزوں پر ہے

١۔ سخاوت ابراہیم علیہ السلام۔

۲۔رضائے اسماعیل علیہ السلام۔

۳۔صبرایوب علیہ السلام۔

۴۔ مناجات زکریا علیہ السلام۔

۵۔ غربت یحییٰ علیہ السلام۔

۶۔خرقہ پوشی موسی علیہ السلام۔

۷۔سیاحت وتجرد عیسیٰ علیہ السلام۔

۸۔ فقر محمد ﷺ

***

آپس میں پیربھائیوں کے آداب

ان آداب کے ذکرکرنے کا یہ مطلب نہیں کہ صرف اپنے پیربھائیوںہی کے ساتھ ان آداب سے پیش آیا جائے بلکہ ہر مسلمان قابل احترام ہے ، ایک شیخ سے بیعت ہونے کے بعد سلسلے کے پیربھائیوں سے واسطہ زیادہ پڑتا ہے اسلئے ان کی تخصیص کردی گئی۔

شیطان عام طورپر سالکین سے ظاہری اورواضح گناہ نہیں کراتا بلکہ ساتھ رہنے والے پیربھائیوں کے دلوں میں بہت سی ایسی باتیںڈالتا ہے جن کے بُراہونے کی طرف بہت کم نگاہ جاتی ہے مختصراًبزرگوں کی چند باتوں کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) اپنے پیربھائی پرکسی عمل سے یہ ظاہرنہ کرے کہ میںشیخ کا مشیر اور ہمراز ہوںاورنہ ہی یہ جتلائے کہ مرشد مجھ پرنہایت ہی مہربان ہیں یہ تمام باتیں نفس کوموٹا کرتی ہیں۔ اورانانیت کی دلیل ہیں۔

(۲) حضرت شیخ علی مرضعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس نے پیربھائیوں کے عیبوں کونہ چھپایا در حقیقت اس نے اپنی لغزشوں کے پردے کھول دئیے۔

(۳) آپس کے تمام حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ جوکچھ اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے بھائیوں کے لیے پسندکرے۔

(۴) اگرکوئی مرید ساری رات جاگ کربھی عبادت کرے توبھی اپنے آپ کوکسی پیربھائی سے افضل نہ سمجھے۔

(۵) سالک کو چاہیے کہ اپنے پیربھائیوں کوترجیح دے اوران کی تکالیف پر صبرکرے۔

(۶) سالک کو چاہیے کہ اپنے پیربھائیوں کو محبت اوراُلفت سے آداب سکھائے اپنے آپ کو سب سے زیادہ محتاج سمجھتے ہوئے۔

(۷) حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بھائی کے آداب میںسے ہے کہ اپنے بھائیوں کی خدمت کرے پھران کے پاس معذرت پیش کرے کہ ان کا جو حق تھا وہ ادا نہیں ہوا۔

(۸) اگرشیخ کسی مرید کو مجلس سے نکال دے یااُس سے ناراضگی کا اظہارکرے توپیربھائیوں کو چاہیے کہ نہ ہی اسکی غیبت کریں اورنہ ہی اس کا مذاق اُڑائیں، ہوسکتا ہے کہ یہ غیبت کرنے والے اس نکالے ہوئے شخص سے زیادہ اللہ کی نگاہ میں بد حال ہوں۔

(۹) سالک کو چاہیے کہ اگرکوئی پیربھائی اس شخص سے عبادت، اطاعت اورشیخ کی قربت میں آگے بڑھ جائے توبالکل بھی اس سے حسد نہ کرے کہ اس سے اسکا توکوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ یہ شخص اللہ پاک کی نگاہ مینگرجائےگا۔ جب کوئی مرید اپنے پیربھائی سے حسد کرتا ہے تواس کے پائوں پھسلنا شروع ہوجاتے ہیناوریہ مرید اپنے مقام سے بھی گرنا شروع ہوجاتا ہے۔

(۱۰) شیخ عبدالرحمن جیلی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہینکہ جوشخص اپنے نفس کو اپنے پیربھائیوں کی محبت سے روگردانی کرنے والا پائے وہ سمجھ لے کہ اب اس شخص کو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے دھتکارا جارہا ہے۔

(۱۱) حضرت یوسف عجمی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہینکہ جومریدبلاعذرکسی محفل سے پیچھے رہ جائے تو اُسے چاہیے کہ پیربھائیونکے سامنے اپنے آپ کوملامت کرے اوراپنے نفس کوذلیل کرے۔ سالک کوچاہیے کہ وہ اپنے سلسلے کے کمزوروں، ضعیفوں، معذوروں اوربوڑھوں کی خدمت کرے۔ حضرت سید علی خواص

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اپنے اوپر رحمت الٰہی کا نزول چاہے وہ کمزوروں کی مدد کرے اور سمجھے یہ میرے لیے سعادت ہے۔

(۱۲) اگر سالک اپنے کسی پیربھائی سے کسی بات پر ناراض ہو جائے تو تین دن سے زیادہ ناراض نہ رہے ایک نے گفتگو کرنے کی غرض سے سلام مینہل کرلی تو بہت اچھا، اب اگر وہ جواب دے تو ٹھیک اگر جواب نہ دے تو آپ پر الزام نہیں، ناراضگی اور نہ بولنے کا گناہ دوسرے پر ہوگا۔

(۱۳) جو آپس میں بندوں کے حقوق ہینانہینمکمل ادا کرنے کی کوشش کرے یا منت وسماجت سے صاحب حق سے معاف کرانا بہت ضروری ہے۔ وگرنہ آخرت مینحساب کرنا پڑے گا۔

(۱۴) تمام مسلمانوناوربالخصوص کمزوراستعدادپیربھائیوں کے لیے ان کی عدم موجودگی مینخوب رو رو کر دعائینکریں

(۱۵) سالک کو چاہیے کہ اپنے آپ کو کسی دوسرے شیخ کی جماعت سے افضل نہ سمجھے کیونکہ وہ بھی طریقت میناس کے بھائی ہیں۔

(۱۶) حضرت سلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے ہینوہ لوگ بہت ترقی پانے والے ہیں جن کو پیربھائیوں کے بیت الخلاء بھی صاف کرنے پڑیں تو اعزاز سمجھیں۔

روزانہ کے معمولات

اگر درج ذیل معمولات کی روزانہ پابندی کی جائے تو انشاء اللہ تھوڑے ہی عرصے میں ہماری زندگی مینحیرت انگیز تبدیلی محسوس ہونا شروع ہو جائے، گناہوں سے نفرت اور خدا کی معرفت حاصل ہو، سلسلہ کی برکات حاصل ہوں اور اعمال ظاہروباطن مینمرتبہ احسان کی کیفیت کا پیدا ہونا شروع ہو جائے۔

(۱) فرائض کا اہتمام کریں، جو لوگ نماز اور دیگر فرائض ادا نہیں کرتے ان کے اعمال بے اثر رہتے ہیں۔ نماز باجماعت کی پابندی کریں۔

(۲) لوگوں سے لین دین، خرید و فروخت، ماںباپ اوربیوی بچوں کے حقوق کا خصوصیت سے اہتمام کریں، جن لوگوں کے معاملات صاف نہیں ہوتے ان کو منزل تک رسائی تو کیا اپنی نجات بھی مشکل ہوجائے گی۔

(۳) رزق حلال کا اہتمام کریں، حرام غذا اعمال کے انوارات وبرکات کو بے اثر کردیتی ہے۔

(۴) شیخ نے جو اعمال جس سالک کے لیے تجویز کیے ہیںیقین کے ساتھ ان پر عمل کریں، شک عمل کی تاثیر کو ضائع کردیتا ہے۔ میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس طالب کو ذکر یا جو عمل دے دیا جائے وہی اس کیلئے اسم اعظم ہے اگر یقین اعظم ہوجائے تو تاثیر اعظم شروع ہوجاتی ہے۔

(۵) اعمال میں جتنی توجہ پیدا کرسکیں اپنے طور پر کوشش ضرور کریں اور ہر عمل سے پہلے تھوڑی دیر کے لیے سوچ لیا کریں" یا اللہ! میرا مقصود بس تو ہی ہے مجھے ایسی عبادت کی توفیق دے جو تیری بارگاہ مینقبول ہوجائے"۔ اور ایک دفعہ یہ دعا نہایت ہی دل کی گہرائی سے پڑھ لیں
"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اُحِبُّكَ بِقَلْبِیْ كُلِّهٖ وَاُرْضِيْكَ بِجَهْدِیْ كُلِّهٖ" (اے اللہ! مجھے ایسا بنادے کہ اپنے سارے دل کے ساتھ تجھ سے محبت کروں اوراپنی ساری کوشش تجھے راضی کرنے مینلگادوں)۔

(۶) ذکرو نماز میں الفاظ کی تصحیح کا اہتمام کریں، الفاظ غلط پڑھنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہوئے چند لمحوں کے لیے یہ سوچ لیا کریں کہ آج میں نے وہ نماز پڑھنی ہے جو اللہ کی بارگاہ میں قبول ہونی ہے۔

(۷) حرام کاموں سے بچیں، وہ کام جنہیں شریعت نے حرام قرار دیا ہے ان کا ارتکاب روحانیت یعنی اللہ کے تعلق کو بہت نقصان پہنچاتا ہے، اسوقت کوئی بھی عمل کارگر نہیں ہوتا مثلاً بد نظری، جھوٹ، دھوکہ بازی، حسد، غیبت، چغلی، یہ باتیں سالکین کی ترقی مینبہت بڑی رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ اسکی مثال چھلنی کی طرح ہے جس سے پانی بھرنے کی ناکام کوشش کی جائے کہ ایک طرف تو سلوک کی محنت کی جائے اور دوسری طرف ان گناہوں کا ارتکاب ہو تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(۸) صبح وشام کی مسنون دعائیں اور مسنون اعمال کی پابندی کرینکہ ولایت کے سارے مقامات اس پاکیزہ زندگی ہی سے طے ہوتے ہیں۔ اس کا آسان حل یہ ہے کہ روزانہ ایک ایک حالت کی سنت کو سیکھنا شروع کردیں مثلاً آج غسل کی سنتیں سیکھ لیں تو کل بیت الخلاء کی سنتیں سیکھنا شروع کردیںاس طرح آہستہ آہستہ آپ کی

زندگی میں تھوڑے ہی عرصے میں بہت سی مبارک سنتینجمع ہوجائیں گی۔ مسنون زندگی اور مسنون دعائوں کی کتابیں عام طور پر مل جاتی ہیں شیخ کے مشورے سے ان کو اپنے مطالعے میں ضرور رکھا کریں۔

(۹) قرآن پاک کی دیکھ کر تھوڑی یا زیادہ تلاوت کرینا گر سہولت سے ہوسکے تو روزانہ ایک پارہ اور حافظ قرآن تین پارے تلاوت کرے۔

(۱۰) ان تین تسبیحات کو پابندی کے ساتھ صبح وشام اپنے معمولات میں رکھیں احادیث میں بھی ان کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ میرے مرشد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے میرے سلسلے میں جو بھی شخص فجر کی نماز اور ان تین تسبیحات کی پابندی کرے گا اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے۔

استغفار: گزشتہ تمام گناہوں پر سخت ندامت ہو اور آئندہ نہ کرنے کا سچا عزم ہو۔

اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

صبح و شام (ایک سو مرتبہ) ۱۰۰

درود شریف: حضور ﷺ کے احسانات کا تصور کرتے ہوئے کہ آپ ﷺ کے ہم گناہ گاروں پر کتنے احسانات ہیں۔ آپ ﷺ نے ہم گناہ گارونکے لیے کتنی دعائینفرمائی ہیں ان تمام باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے نہایت محبت توجہ اور دھیان کیساتھ پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ ۱۰۰ (ایک سو مرتبہ) صبح و شام۔"

تیسرا کلمہ: اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کے سخت تصور کے ساتھ تیسرا کلمہ پڑھیں۔

"سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ "

صبح وشام (ایک سو مرتبہ) ۱۰۰

دوکتابونکو اپنے مطالعے مینضرور رکھیں (۱) آداب معرفت (۲) منتخب احادیث

مراقبہ اور ذکر نفی اثبات کا جو طریقہ شیخ نے تجویز کیا اس کے مطابق پابندی سے عمل کریں۔ اور آہستہ آہستہ مشورہ سے وقت بڑھاتے جائیں۔ ابتدائی طور مرشد کی اجازت سے ان چار تسبیحات کی پابندی کی جائے۔

لا الہ الا اللہ۔۔۔ایک تسبیح۔ الا اللہ۔۔۔ایک تسبیح

اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک تسبیح۔ اللہ ھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک تسبیح

رابطہ شیخ: اصل نفع اور فائدہ شیخ کے ساتھ رابطہ سے ہوتا ہے۔ چاہے یہ رابطہ خط وکتابت کے ذریعے ہو یا فون کے ذریعے ہو بہت ہی ضروری ہے، گاہے بہ گاہے شیخ کی خدمت میں حاضری دیتے رہا کیجیے۔

منازل سلوک(لطائف)

انسان کے جسم میں کچھ مقامات ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا مرکز اور انوارات الٰہیہ کا محور ہیں ان ہی مقامات کو لطائف کہتے ہیں۔ صوفیاء کرام رحمھم اللہ ان مقامات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کراتے ہیں۔ ذکر اللہ کی برکت سے ان مقامات سے گناہونکی کثافت دور ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے یہ مقامات لطیف ہوجاتے ہیں۔ لطائف کے انوار کی برکت سے انسان گناہ سے بچا رہتا ہے اور ان لطائف کی لطافت اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچتی رہتی ہے۔

ہمارے تمام مشائخ سے لطائف میں ذکر کا ثبوت بہت زیادہ منقول ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اور شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ نے "تفہیمات الٰہیہ" میں اور حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے "القطائف من اللّطائف" میں اسکی تفصیل جمع فرمادی ہے۔

مقامات لطائف قادریہ

لطیفہ قلب: بائیں پستان سے دو انگل نیچے۔

لطیفہ روح: دائیں پستان سے دو انگل نیچے۔

لطیفہ سر: قلب اور روح کے درمیان۔

لطیفہ نفس:ناف سے چار انگل نیچے۔

لطیفہ خفی:پیشانی کے درمیان۔

لطیفہ اخفیٰ:امّ الدماغ یعنی تالو پر۔

مراقبہ

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیے

میرے حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو چاروں سلاسل میں اجازت تھی حضرت شیخ راہ سلوک میں کامیابی کیلئے مراقبہ کو نہایت ہی اہم قرار دیا کرتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مراقبہ کا یہ عالم تھا کہ اکثر اوقات عشاء کی نماز کے بعد مراقبے میں بیٹھتے اور پوری رات اسی میں بیت جاتی تہجد کے لیے اٹھتے اور فرماتے کہ رات اپنے محبوب سے ملاقات میں بیت گئی پتہ ہی نہ چلا۔

حضرت خواجہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراقبے کا طریقہ اور کمال سیکھنا ہے تو بلی سے سیکھو جو اپنے شکار کی خاطر گھنٹوں ساکت بیٹھی رہتی ہے۔

طریقۂ مراقبہ۔:مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ صبح اور شام اپنا وقت مقرر کرنے کی کوشش کرے اور جب تک یہ نہ ہوسکے تو اپنے فرصت کے اوقات میں پابندی وقت کے ساتھ روزانہ نہایت ہی یکسوئی کے ساتھ قبلہ رخ جس طرح سہولت ہو، اگر التحیات کی صورت میں بیٹھے تو زیادہ بہتر ہے آنکھونکو بند کر لے، زبان کو تالو سے لگائے تاکہ وہ حرکت نہ کرے اور دل کو تمام پریشان خیالات سے خالی کرے اور اپنے دماغ کی پوری توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ پاک کی طرف کر لے کہ وہ ایک ذات ہے جو تمام عیوب سے پاک ہے اور کامل صفات والی ہے اس کی طرف سے فیض کا نور سنہرے رنگ کی شکل میں میرے دل میں آرہا ہے اور میرے دل کی ظلمت، کدورت اور سیاہی اس نور کی برکت سے دھل رہی ہے اور میرا دل کہہ رہا ہے "اللہ"، "اللہ"۔ اس خیال میں اتنا گم ہوجانے کی کوشش کرینکہ اپنا بھی ہوش نہ رہے، روزانہ کم از کم دس منٹ سے مراقبہ شروع کریں، شروع

شروع میں مبتدی کوخیالات وغیرہ تنگ کرتے ہیںلیکن آہستہ آہستہ مشق کرنے سے رحمت الٰہی متوجہ ہوجاتی ہے اور وہ لذت حاصل ہوتی ہے جس کا دنیامینکوئی ثانی نہیں ۔

ذکراللہ کی اہمیت اورضرورت

آج کی پریشان دنیاکا ہرانسان سکون اورعافیت کی زندگی گزارنا چاہتا ہے اور اسی سکون کے لیے آج کی جدید دنیاہمیں روزنت نئی سہولیات سے روشناس کرارہی ہے۔ جبکہ انسان کوپیداکرنے والے کا اعلان یہ ہے :

"الا بذکراللہ تطمئن القلوب"

(جان لو،دلوں کا سکون اللہ کی یاد میں ہے)

(۱) انسانیت کا اصول یہ ہے کہ جب وہ کسی دشمن پرقابو پالیتا ہے توسب سے پہلے وہ ہتھیار چھین لیتا ہے جومہلک ہوں جب شیطان کسی انسان پرقابو پالیتا ہے تواس شخص کویادالٰہی سے غافل کردیتا ہے۔

(۲) قرآن مجید نے عقلمند لوگوں کی یہ نشانی بتائی ہے۔

"الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا وعلی جنوبہم"

(یعنی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کویادکرتے ہیںکھڑے بیٹھے اورلیٹے ہوئے)

(۳):شریعت نے ہرعمل کی حدمتعین کردی ہے لیکن یادالٰہی کی کوئی حد نہینفرمایاگیا

"یاایھاالذین امنو اذکرواللہ ذکراً کثیراً"

(اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کا ذکرکثرت سے کرو)

(۴) جو انسان اللہ تعالیٰ کو معذرت کے ساتھ یادکرتا ہے اللہ تعالیٰ اس انسان کومغفرت کے ساتھ یادکرتا ہے

"فرمایا گیا :"فاذکرونی اذکرکم

(تم مجھے یادکرومیں تمہیں یاد کروں گا)

احادیث میں فضیلت

(۱) جوشخص چاہے کہ جنت کے باغونمینپھرے اسے چاہیے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

(۲) جنتی کو کسی بھی چیز کا افسوس نہیں ہوگا سوائے ان لمحات کہ جو اللہ کے ذکر کے بغیر گذر گئے ہوں (مجمع الزوائد)

(۳) غافلین میناللہ کا ذکر کرنے والا سوکھے ہوئے درخت مینسبز ٹہنی کی طرح ہے اور اندھیرے گھر مینروشن چراغ کی طرح ہے۔ غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والے کو اس کی زندگی میںہی اللہ جنت میں اسکا ٹھکانا دکھادینگے اور جوشخص غافلین میناللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو تمام انسانوناورجانوروں کی تعداد کے مطابق بخشش فرمادیتے ہیں۔ (جمع الفوائد)

(۴) جس گھر میناللہ کا ذکر ہوتا ہو اور جس گھر میناللہ کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ (جمع الفوائد)

(۵) زمین کے جس حصے پر اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے وہ حصہ زمین کے باقی حصوں پر فخر کرتا ہے۔

(مجمع الزوائد، تلخیص احادیث)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تہلیل، تسبیح اور تکبیر میں منحصر نہیںبلکہ کسی بھی عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ذاکر ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

ذکر بالجہر

ہمارے قادری سلسلے مینچونکہ ذکر جہری ہے اس لیے مختصر انداز میں کچھ فوائد، شرائط و دلائل لکھے جاتے ہیں۔

ذکر بالجہر کا فائدہ سننے والوں پر بھی ہوتا ہے ذکر کرنے والا بیدار دل رہتا ہے نیند دور ہوتی ہے اور چستی برقرار رہتی ہے۔

(عمدۃ الفقہ)

ذکر بالجہر کرنے سے غفلت اور بے رغبتی بہت جلد دور ہوجاتی ہے اور ذوق و شوق کی تلوار سے قساوت قلبی ختم کر کے جلا بخشنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

ذکر بالجہر کی شرائط

(۱) کسی نمازی، مریض اور آرام کرنے والے کے آرام مینخلل نہ ہو۔

(۲) ذکر چیخنے چلانے کی طرح نہ کیا جائے۔ اور نہ ہی ریا کاری کے جذبے کے تحت کیا جائے۔ بس خلاصہ اس کا یہ ہے کہ کسی کی تکلیف اور پریشانی کا سبب نہ ہوبقیہ تفصیل بڑی کتابوں میں درج ہے۔

ذکر بالجہر اور اجتماعی ذکر کے دلائل

ذکر بالجہر کے جواز پر "سباحۃ الفکر" میں مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ نے اڑتالیس احادیث مبارکہ نقل فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

(۱) ایک حدیث قدسی میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہینمیں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ فیصلہ کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میناس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں۔

اور اگر وہ مجھے جماعت مینیاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اس جماعت سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔
(بخاری و مسلم)

وضاحت: اس حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے ذکر بالجہر، ذکر خفی، ذکر اجتماعی و انفرادی ذکر کی اپنے ہاں قدر و منزلت کو بیان فرمایا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں کسی بزرگ کے حوالے سے فرماتے ہینیہ حدیث پاک بلند آواز سے ذکر کے جواز بلکہ استحباب پر دلالت کرتی ہے۔ (مرقاہ شرح مشکوۃ)

(۲) حضرت امام عبدالوھاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیںکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میںلوگ غروب شمس کے وقت ذکر بالجہر کرتے تھے۔ اور جب کبھی ذکر بالسر کرتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آجاتے اور فرماتے کہ ذکر بالجہر کرو کہ سورج غروب ہونے والا ہے۔ (کشف الغمّہ)

(۳) ایک مرتبہ رات کے وقت حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک شخص کو مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرتے ہوئے سنا ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا یہ تو کوئی ریاکار معلوم ہوتا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا یہ ریاکار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہے۔ (سباحۃ الفکر ص٢٦د بحوالہ بیہقی، ملخصاً)

☆☆☆

سلسلہ قادریہ کے کمالات

* سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے ذکر کی کثرت کی وجہ سے کشف وکرامات کا بہت زیادہ صدور ہوجاتا ہے اگرچہ وہ اس کو مقصود نہیں سمجھتے۔

* یہ سلسلہ صفا و لمعان یعنی بجلی کی طرح چمکنے والی صاف شہد کی نہر ہے۔

* شیخ امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ سے چاروں سلاسل کے حوالے سے ایک سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہر سلسلہ کی الگ نسبت اور جدا آثار ہیں آپ اکثر فرمایا کرتے کہ ہم نے جو نسبت حضرت شیخ عبد القاد رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ یعنی قادری سے حاصل کی وہ زیادہ صاف اور زیادہ باریک ہے۔ اسکے بعد آپ نے دیگر سلاسل کے کمالات بیان فرمائے۔

راہ مجاہدہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیںکہ کم کھانا صحت ہے، کم بولنا حکمت ہے، کم سونا عبادت ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سالک کی کامیابی کے لیے چار گر فرماتے ہیں۔

(۱) کم بولنا: یعنی ضرورت کے بقدر بات چیت کرنا۔

(۲) کم کھانا: یعنی اسقدر کھایا جائے کہ بھوک کا احساس باقی رہے۔

(۳) لوگوں سے کم ملنا: کیونکہ لوگوں سے زیادہ ملنے میںدل کی جمعیت کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔

(۴) کم سونا: یعنی ضرورت سے زیادہ نہ سویا جائے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ ان چار چیزوں کو جلد کامیابی میں نہایت ہی اہم قرار دیتے ہیں۔ خاموشی کا قلم۔ بھوک کی تلوار۔ تنہائی کا نیزہ۔ نیند کا چھوڑنا۔

آداب خانقاہ قادری ہجویری (تسبیح خانہ)

تسبیح خانہ (خانقاہ) سے اصل مقصود وصول الیٰ اللہ، تزکیہ نفس، باطنی ترقیات، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر آسانی کے ساتھ عمل کرنا اور رسول اللہ ﷺ کے طریقوں پر شوق، جذبہ و محبت سے چلنے کی مشق کرنا ہے جس طرح ہر راہ کے راہی اور ہر سفر کے مسافر کے لیے کچھ اصول اور قوائد ہوتے ہینجن کی رعایت اورپابندی کرنے سے منزل تک رسائی نہایت آسان ہوجاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طلب رکھنے والے سالکین اور تسبیح خانہ قادری ہجویری میں قیام کے لیے آنے والے طالبین کے لیے چند آداب لکھے گئے ان پر عمل ہر طالبِ اصلاح مقیم کے لیے لازم ہے۔

(۱) تسبیح خانہ آنے کا مقصد اپنی اصلاح ہو‘ اس مقصد کو سامنے رکھ کر چلیں تاکہ آپ کو سوفیصد نفع ہو‘ کیونکہ آپ اپنی مصروفیت میں سے قیمتی وقت نکال کرآئے ہیں۔

(۲) باہر سے آنے والے حضرات خانقاہ میں چپ کے مصداق رہیں‘ یعنی دنیاوی گفتگو بالکل نہ کریں‘ نہایت مجبوری کے تحت چند بول بولیں باقی سارا وقت عبادت اور ذکراللہ اور جو خدمت لگائی جائے اس میں گزاریں۔

(۳) کسی دفتری‘ عدالتی یا کاروباری یعنی خریداری کے سلسلے میں آنے والے حضرات خانقاہ کو سرائے نہ بنائیں بلکہ خانقاہ میں آنے کا مقصد صرف اللہ کی رضا اور اپنی اصلاح ہو۔

(۴) کچن کے اندر ذمہ دار احباب کے علاوہ دوسروں کا داخلہ منع ہے۔ کچن کے حوالے سے کوئی چیز چاہیے تو ذمہ دار احباب سے رابطہ کریں۔ اپنی چیزوں کی حفاظت خود کریں اور ہر چیز سلیقے سے رکھیں۔

(۵) کسی کی معمولی سی چیز بھی بغیر اجازت کے استعمال نہ کریں۔ (جوتا، ٹوپی، کپڑے، تولیہ، وغیرہ وغیرہ) خانقاہ میں جو چیز استعمال کیلئے دی گئی ہیں وہی استعمال کریں۔

(۶) خانقاہ میں خدمت کے سلسلے میں آنے والے حضرات دفتر عبقری میں بغیر ضرورت کھڑے نہ ہوں بلکہ توجہ اور دھیان سے خدمت میں ہی رہیں۔

(۷) کلینک پر آنے والے روحانی وجسمانی مریضوں کو ذمہ دار احباب کے علاوہ کوئی ترتیب یا اوقات ملاقات نہ سمجھائے۔

(۸) عشاء کی نماز کے بعد خانقاہ میں سونے کی ترتیب ہے لہٰذا اسی ترتیب سے سوجائیں، عشاء کے بعد باہر جانا منع ہے۔

(۹) خانقاہ میں آنے والے حضرات ٹولیاں بنا کر نہ بیٹھیں۔ سیاسی اور غیر اخلاقی گفتگو، اونچی آواز میں باتیں کرنا حتیٰ کہ حکیم صاحب کی اجازت کے بغیر درس بھی نہ دیں اور خانقاہ میں بغیر اجازت کسی قسم کا لٹریچر تقسیم کرنا منع ہے۔

(۱۰) خانقاہ میں لنگر کے اوقات میں جب دسترخوان لگے اسی وقت لنگر تناول فرمالیں اس کے علاوہ خادمین کو زحمت نہ دیں، جو حضرات گھر میں چائے پیتے ہوں یعنی عادت ہو وہ پہلے بتادیں، جو چائے کے عادی نہ ہوں وہ ہرگز چائے نہ پئیں نہ تقاضا کریں۔

(۱۱) خانقاہ میں دوائی مانگنے سے گریز کریں، (ہاں اشد مجبوری کے علاوہ) مفت کتابیں اور مفت دوائی سے پرہیز کریں۔

(۱۲) خانقاہ میں فریج، الماری سے کوئی چیز بغیر اجازت نہ نکالیں حتی کہ دم والا پانی بغیر اجازت پینا یا لینا منع ہے۔

(۱۳) خانقاہ میں ہر جگہ پر کپڑے نہ لٹکائیں، ہر جگہ جوتے نہ رکھیں اور اپنے سامان کو محدود رکھیں۔

(۱۴) گلی' چھت پر بالکل کھڑے نہ ہوں۔

(۱۵) نہایت ضرورت کے درجے میں لائٹ اور پنکھا استعمال کریں' ضرورت ختم ہو تو لائٹ اور پنکھا خود ذمہ داری سے بند کردیں۔

(۱۶) صابن' پانی اوردیگر استعمال کی چیزوں کو نہایت احتیاط اور حسبِ ضرورت استعمال کریں تاکہ ضائع نہ ہوں۔

(۱۷) رات کو اٹھنے والے حضرات دوسروں کی نیند کا خاص خیال رکھیں کہیں دوسروں کی نیند میں خلل نہ ہو۔

(۱۸) فجر سے پہلے اور عشاء کے بعد لائٹ جلانا' اونچی آواز میں ذکر کرنا یا تلاوت کرنا ہو تو ذمہ دار احباب سے اس کی ترتیب معلوم کرلیں۔ اور ایک بستر میں دو افراد اکٹھے نہ سوئیں۔

(۱۹) خانقاہ میں اپنے ہمراہ قیام کے لیے بچے اور خواتین نہ لائیں۔

(۲۰) خانقاہ میں کسی بھی قسم کا کاروبار لین دین' ایک دوسرے سے بدنی خدمت' ایک دوسرے سے رشتے جوڑنا' ایک دوسرے کا موبائل استعمال کرنا سخت منع ہے۔

☆☆☆

چند اصطلاحات تصوف

راہ سلوک کی چند مختصر اصطلاحا ت لکھی جا تی ہیں جو عام طور پر تصوف کی بڑی کتابو نمیں درج ہوتی ہیںتاکہ ابتدائی طالبعلموں کو پریشانی نہ ہو۔ تفصیل بڑی کتابوں مینموجود ہے جو اپنے شیخ کی اجازت سے مطالعہ فرمائیںاور بلا اجازت بالکل بھی نہ دیکھیں۔

غسل: تین طرح کے ہوتے ہیں جسم کا پانی سے، نفس کا توبہ سے اور قلب کا توحید خالص سے (کشف المحجوب)

سالک: اس کو کہتے ہیں جو راہ معرفت میں چلے۔

مبتدی: اس کو کہتے ہیں جس نے ابھی راہ معرفت میں ابتدائی قدم رکھا ہو۔

منتہی: اسکو کہتے ہیں جو راہ معرفت کے ابتدائی مراحل سے نکل چکا ہو۔

قبض: یعنی وہ حالت جس میں فیض ہوتا تو ہے لیکن محسوس یا معلوم نہیں ہوتا۔ یہ فیض کا بند ہونا بے ادبی کی وجہ سے ہوتا ہے

بسط: یعنی وہ حالت جس میں عنایات وفیض جاری ہوجاتے ہیں اورباقاعدہ محسوس ہوتے ہیں۔

سکر: یعنی وہ حالت جس میں باطنی حالت کا امتیاز اٹھ جائے۔

صحو: یعنی وہ حالت جس مینباطن کی صلاحیت واپس آجائے۔

توجہ یا نسبت: یعنی شیخ کا اپنے ارادہ یا اپنے اوپر نازل ہونے والے انوارات کوسالک پرڈالنا اس کو نسبت وتصرف بھی کہتے ہیں اس کی چار قسمینہیں۔

(۱) توجہ انعکاسی جیسے عطر کی خوشبو

(۲) توجہ القائی جیسے آگ سے آگ جلانا

(۳) توجہ اصلاحی جیسے دریا کا رخ اپنی طرف موڑنا

(۴) نسبت اتحادی یعنی دوسرے کو اپنا مثل بنالیا جائے۔

پاسِ انفاس: اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی ہر سانس پر آگاہ رہے کہ کوئی سانس بھی یاد الٰہی کے بغیر نہ نکلے۔

عروج ونزول: ریاضت ومحنت اور فضل الٰہی سے منصب ومراتب پر پہنچنا عروج ہے اور اس مقام پر نہ رکنا بلکہ واپس آجانا نزول ہے۔

علم تین ہیں: شریعت، طریقت، حقیقت

شریعت: علم کے مطابق عمل کرنے کا نام شریعت ہے۔ شریعت سرجھکا دینے کا نام ہے، اورطریقت دل لگادینے کا نام ہے۔ شریعت بمنزلہ دودھ کے ہے۔

طریقت: عمل میں اخلاص پیدا کرنا تاکہ اس کی قیمت بڑھے اسکا نام طریقت ہے۔ طریقت بمنزلہ دہی کے ہے۔

حقیقت: ہر مقام کے مشاہدے کا نام حقیقت ہے۔ حقیقت بمنزلہ مکھن کے ہے۔

وقوف قلبی: اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت ہر لمحہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے۔

عالم ناسوت: جو بندہ ظاہری وجسمانی عبادت میں ایسا مشغول ہوجائے کہ کسی وقت بھی غفلت نہ رہے یعنی احکام شرعیہ کی ظاہری پابندی اس کی طبیعت بن جائے یہ مرتبہ ناسوت ہے "لا الٰہ الا اللہ" ذکر ناسوتی ہے۔

عالم ملکوت: جو بندہ اخلاص وعبادت میں ملائکہ جیسا ہوجائے اور یہ مقام اللہ سے خوف کرنے والوں کا ہے " الا اللہ" ذکر ملکوتی ہے۔

عالم جبروت: شریعت کی پابندی سے عالم پر تصرف جاری ہونے کو کہتے ہیں اور یہ مقام قطب عالم کا ہے۔ "اللہ" ذکر جبروتی ہے۔

عالم لاہوت: سالک کے اندر ایسا نور پیدا ہوجائے کہ کسی اور کی گنجائش نہ رہے یہ ولایت کا سب سے بڑا مرتبہ ہے۔ " ھو" ذکر لاہوتی ہے۔

***

پیدائش موت کی جانب پہلا قدم ہے اور موت دائمی زندگی کی جانب پہلا قدم ہے۔

قناعت نہ کر عالم رنگ وبو پر

چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں

توشاہین ہے پرواز ہے کام تیرا

کہ تیرے آگے آسمان اور بھی ہیں

اگر کوئی شعیب آئے میسر

سبانی سے کلیمی دو قدم ہے

تصوف کے چار مشہور سلسلے

(۱) :سلسله قادریه

حضرت پیران پیرخواجه سید عبدالقادر جیلانی رحمة الله علیه کی طرف منسوب ہے۔ اس سلسله میں ۲۸ اسباق ہیں۔ اوریه سلسله حضرت ابوبکرصدیق رضی الله عنه اور حضرت علی رضی الله عنه دونوںحضرات کے ذریعه سے آپ ﷺ سے ملتا ہے۔

(۲) :سلسله نقشبندیه

حضرت خواجه بہائوالدین نقشبندی رحمة الله علیه کی طرف منسوب ہے۔ اس سلسله میں۳۶ اسباق ہیں اور یه سلسله حضرت ابوبکرصدیق رضی الله عنه کے ذریعه سے آپ ﷺ سے ملتا ہے۔

(۳) :سلسله سہروردیه

یه سلسله حضرت خواجه شہاب الدین سہروردی رحمة الله علیه کی طرف منسوب ہے۔ اس سلسله میں ۷ اسباق ہیں۔ اوریه سلسله حضرت علی رضی الله عنه کے ذریعه سے آپ ﷺ سے ملتا ہے۔

(۴) : سلسله چشتیه

یه سلسله حضرت خواجه سید معین الدین اجمیری چشتی رحمة الله علیه کی طرف منسوب ہے اوراس سلسله میں ۳۱ اسباق ہیںاوریه سلسله حضرت علی رضی الله عنه کے ذریعه سے آپ ﷺ سے ملتا ہے۔

(۵) : سلسله شاذلیه

یہ سلسلہ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔ برصغیر میں کم عرب کی دنیا میں یہ سلسلہ زیادہ مروّج ہے۔

ان سلا سل کے علاوہ اوربھی بہت سے سلسلے تھے جو اب نہایت ہی کم یا ب ہیںمثلاًشطاریہ اور جنید یہ وغیرہ

۔

!۔۔۔اہم بات

جس طرح بیت اللہ میںداخلے کے لیے بہت سے دروازے ہیں لیکن سب سے مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ بیت اللہ میں حاضری اور بیت اللہ کا طواف اوربیت اللہ کے انوارت بالکل اسی طرح ان تمام سلاسل کا مقصد بھی حصول معرفت اور مرتبہ احسان کی تکمیل ہے۔ اگرچہ راستے جدا ہیںلیکن منزل سب کی ایک ہے۔

جس طرح پرائمری کے طالبعلم کواعلیٰ درجات کی کتابیں سمجھ نہیںآتیں بالکل اسی طرح اسباق کا حصول بھی ہرمبتدی کے بس کے بات نہیں لہذا ان کو خود سمجھنے کی کوشش بالکل نہ کریں۔ اگرشیخ منا سب سمجھیں گے تو خودہی شروع کروادیں گے۔ یہاں ذکرکرنے سے مقصودیہ ہے کہ باہمت لوگوں کی رہنمائی ہوسکے۔

☆☆☆☆☆

سلسلہ قادری ہجویر ی کے (۲۸)اسباق

اسماء الاذکار

{۱}لطیفہ قلبی	{۲}لطیفہ نفسی	{۳}لطیفہ روحی	{٤}لطیفہ سری
{٥}لطیفہ خفی	{٦}لطیفہ اخفٰی	{۷}ذکر ارّہ	{۸}پا سِ انفاس
{۹}سبع صفات	{۱۰} سلطان الاذکار	{۱۱} نفی اثبات حبس دم	{۱۲}مراقبہ اسم ذات نورانی

(۱۲) اسماء الافکار

(۱۳) (الفکر اول)الحجر والمدروتجلی افعالی وفناء افعالی و توحیدافعالی

(۱۴) (الفکر الثانی) سبع صفات

(۱۵) (الفکر الثالث) فکر معیت

(۱۶) (الفکر الرابع) احدیت

(۱۷) (الفکر الخامس) ہمہ اوست

(۱۸) (الفکر السادس) اسماء الحسنیٰ

(۱۹) (الفکر السابع)اسمائے مبارکہ مشائخ عظام

(۲۰) (الفکرالثامن)محبت چار یا ر

(۲۱) (الفکرالتاسع) فکر آل رسول

(۲۲) الفکرالعاشر)محبت اولو العزم من الرسل)

(۲۳) (الفکر الحادی عشر)فکر عالم امر ،عالم خلق ، الا لہ الخلق والامر)

(۲۴) (الفکرالثانی عشر)فکر صوت سرمدی (جرس) کی آواز

(۲۵) (الفکرالثالث عشر) عناصر اربعہ صعود کا فکر)

(۲۶) (الفکر الرابع عشر)ھبوط

(۲۷) (الفکرالخامس عشر)فنائے مرکب

(۲۸) (الفکرالسادس عشر) فناء الفناء ، فناء بسیط ، جمع الجمع {۲۸}

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ
اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

شجرہ طیبہ
قادری ہجویری

حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکابرین سلسلہ کے واسطہ سے اللہ پاک سے دعا کرنے سے ظاہری و باطنی ترقی رونمااور تائید الٰہی شامل ہوجاتی ہے۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ(مکتوب نمبر۱۳۵)

سلسلہ قادری ہجویری

۱ الٰہی بحرمت افضل الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۸ یا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	۶۳۲ء مدینہ منورہ
۲۔ الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ	۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ	۶۳۴ء مدینہ منورہ
۳۔ الٰہی بحرمت صاحب رسول اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱۰ رجب ۳۳ھ	۶۵۴ء مدائن، عراق
۴۔ الٰہی بحرمت حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۸ھ	۷۲۶ء مشال، سعودی عرب
۵۔ الٰہی بحرمت حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ	۱۵ رجب ۱۴۸ھ	۷۶۵ء، جنت البقیع، مدینہ منورہ
۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴ شعبان ۲۶۱ھ	۸۷۵ء دمشق، شام
۷۔ الٰہی بحرمت حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰ محرم ۴۲۵ھ	۱۰۳۳ء خرقان، ایران
۸۔ الٰہی بحرمت حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ	۴۵۰ھ	۱۰۵۸ء گرگان
۹۔ الٰہی بحرمت شیخ مخدوم سید علی بن عثمان الجلابی الھجویری رحمۃ اللہ علیہ	۴۶۵ھ	۱۰۷۲ء لاہور، پاکستان
۱۰۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ	۱۰۸۴ء طوس، ایران
۱۱۔ الٰہی بحرمت حضرت ابویعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۷ رجب ۵۳۵ھ	۱۱۴۱ء مرو، ترکمانستان
۱۲۔ الٰہی بحرمت حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	ربیع الآخر ۵۶۱ھ	۱۱۷۹ء بغداد، عراق
۱۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	۱۱۷۹ء غجدوان، بخارا
۱۴۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ	یکم شوال ۶۱۶ھ	۱۲۱۹ء ریوگر، بخارا
۱۵۔ الٰہی بحرمت حضرت محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ	۱۳۱۷ء فغنہ (امکنہ بخارا)
۱۶۔ الٰہی بحرمت حضرت عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸ ذوالقعدہ ۷۱۵ھ	۱۳۱۶ء خوارزم، ترکمانستان
۱۷۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰ جمادی الاخریٰ ۷۵۵ھ	۱۳۵۴ء سماس، بخارا
۱۸۔ الٰہی بحرمت حضرت سید شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ	۱۱ جمادی الاخریٰ ۷۷۲ھ	۱۳۷۰ء سوخار، ایران
۱۹۔ الٰہی بحرمت حضرت سید بہاالدین محمد نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ	۱۳۸۹ء بخارا، ازبکستان
۲۰۔ الٰہی بحرمت حضرت علاء الدین محمد بن عطار رحمۃ اللہ علیہ	۲۰ رجب ۸۰۲ھ	۱۴۰۰ء چغانیاں، ترکمانستان
۲۱۔ الٰہی بحرمت حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ	۵ صفر ۸۵۱ھ	۱۴۴۷ء دوشنبہ، تاجکستان
۲۲۔ الٰہی بحرمت حضرت عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	۸۹۵ھ	۱۴۸۹ء سمرقند، ازبکستان
۲۳۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ	یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ	۱۵۲۹ء وخش، ترکمانستان
۲۴۔ الٰہی بحرمت حضرت درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ	۱۹ محرم ۹۷۰ھ	۱۵۶۲ء اسقرار، سبز
۲۵۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد امکنی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ	۱۶۰۰ء امکنہ، بخارا

۲۶۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد باقی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۲۵ جمادی الاخری ۱۰۱۲ھ ۱۶۰۳ء، دہلی
۲۷۔ الٰہی بحرمت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ ۱۶۲۴ء، سرہند
۲۸۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ۱۶۶۸ء، سرہند
۲۹۔ الٰہی بحرمت حضرت سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۹۶ھ ۱۶۸۴ء، سرہند
۳۰۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۴۷ھ ۱۷۳۴ء، دہلی
۳۱۔ الٰہی بحرمت حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	۱۱ ذوالقعد ۱۱۳۵ھ ۱۷۲۳ء
۳۲۔ الٰہی بحرمت حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ	۹ محرم ۱۱۹۵ھ ۱۷۸۰ء دہلی
۳۳۔ الٰہی بحرمت حضرت شاہ عبداللہ شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ ۱۸۲۳ء دہلی
۳۴۔ الٰہی بحرمت حضرت علامہ خالد کردی شامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۴۲ھ ۱۸۲۷ء دہلی
۳۵۔ الٰہی بحرمت حضرت یعقوب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عراقی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ادریس رحمۃ اللہ علیہ	
۳۸۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ اویس قرنی ثانی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۹۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ مجذوب ہجویری رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۹۱ء جنت البقیع، مدینہ منورہ
۴۰۔ الٰہی بحرمت حضرت مرشدنا حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہ	

☆☆☆☆☆

ہفتہ وار اور ماہانہ معمولات تسبیح خانہ

ہر جمعرات درس وذکر خاص

ہر نوچندی جمعرات کو ذکر نفی اثبات ، مراقبہ اور ختم

آیۃ کریمہ ۔ ہر انگریزی مہینے کی آخری اتوار

کو حلقہ کشف المحجوب اور تفصیلی مراقبہ

(تسبیح خانہ قادری ہجویری ، درود محل)

پتہ خط وکتابت : دفتر ماہنامہ عبقری مرکز روحانیت وامن ۷۸/۳ ' عبقری اسٹریٹ نزد قرطبہ مسجد مزنگ چونگی ' لاہور

042-37552384,37597605,37586453

درس دنیا بھر میں براہ راست سننے کے لیے

website:www.ubqari.org

www.facebook.com/ubqari